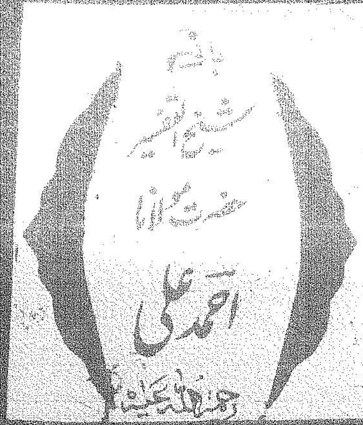
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان



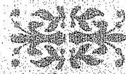
اسلامی نظام کی برکات

ایک موقع پر نبی امّی علیہ السلام نے حضرت عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "کسریٰ" کے خزانوں کے متعلق فرمایا کہ وہ تمہارے قدموں میں ہوں گے۔ تو حضرت عدی نے حیرت سے پوچھا۔ کسریٰ ایران؟

آپؐ نے فرمایا:۔

"عدی! تمہیں اس پر تعجب کیوں ہے؟ اگر تم زندہ رہے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے کہ ایک شخص مٹھی بھر سونا لے کر صدقہ کے لیے نکلے گا لیکن کوئی لینے والا نہ ہوگا۔" (بخاری شریف)

پھر جناب عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دور دیکھا۔



۳، محرم الحرام ۹۷ھ

۳، جنوری ۱۹۷۷ء

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قربِ قیامت کی نشانیاں

وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ يَا لَيْتَنِيْ مَكَانَهٗ وَحَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْ اِيْمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهٖ وَلَا يَطْوِيَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا يَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يُلِيْطُ حَوْضَهٗ فَلَا يَسْقِيْ فِيْهِ ـ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهٗ اِلٰى فِيْهِ فَلَا يَطْعَمُهَا ـ

ترجمہ: اور جب تک کہ ایک آدمی کسی کی قبر پر سے گزرتے ہوئے یہ تمنا نہ کرنے لگے کہ کاش اس کی جگہ میں ہوتا اور جب تک کہ سورج مغرب سے نہ نکلے۔ جب اسے مغرب سے لوگ ہوا لوگ دیکھیں گے تو ایک دم سب ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اس وقت اس شخص کا ایمان کچھ نفع نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لا چکا یا ایمان لا کر کوئی نیک عمل نہ کر چکا تھا۔ قیامت اچانک آوے گی۔ اس حالت میں کہ بزاز نے اپنے گاہک کے آگے کپڑے کا پھیلا رکھا ہوگا، پھر نہ ان کا سودا ہونے پائیگا نہ تھان لپیٹنے پائیگا کہ قیامت آجائے گی۔ ایک آدمی نے اپنا پختہ حوض تیار کیا ہوگا۔ اس میں سے پینے نہ پائے گا کہ قیامت آجائے گی۔ ایک آدمی لقمہ اٹھا کر منہ کی طرف لے جائے گا اسے کھانے نہ پائے گا کہ قیامت آجائے گی۔

قربِ قیامت کی علامات بیان کرتے ہوئے حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جب تم ذیل کی علامتیں دیکھو تو سمجھ لینا کہ دنیا کو مٹانے والی قوتیں غالب آتی جا رہی ہیں اس لئے تیزی کے ساتھ نیک اعمال کا ذخیرہ اپنے لیے اکٹھا کرنے کی کوشش شروع کر دینا۔ دنیا دو بڑے فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے ہر ایک اپنے آپ کو ٹھیک اور دوسرے کو غلط سمجھتا ہوگا۔ اور ان میں جنگ ہوگی۔ جھوٹے نبی پیدا ہونے لگیں گے، قرآنی علم اٹھ جائے گا، زلزلے کثرت سے آنے شروع ہو جائیں گے، زمانہ چھوٹا ہو جائیگا یعنی برسوں کا کام مہینوں میں اور دنوں کے کام منٹوں میں ہونے لگیں گے۔ قتل کرنا کوئی بات ہی نہ ہوگی، لوگ مال میں مست ہو جائیں گے، صدقات لینے سے انکار کر دیں گے، ہاں لوٹ کھسوٹ سے مال کی چھینا جھپٹی ہوگی اونچے اونچے مکان بنانے میں مقابلہ ہوگا، اچھے لوگوں کا جینا دوبھر ہو جائے گا۔ آخر کار سورج مغرب سے نکلے گا۔ اس کے بعد کسی کا ایمان اور نیک عمل کام نہ آئے گا۔ لوگ اپنے معمول کاروبار میں مصروف ہوں گے کہ اچانک قیامت آجائے گی۔ سودے والوں کا سودا یوں ہی رہ جائے گا، لوگ اپنے کاموں کو پورا نہ کرنے پائیں گے، کسی کے ہاتھ میں لقمہ رہ جائے گا جو منہ تک نہ جا سکے گا۔ کوئی ہاتھ میں گلاس لیے ہوگا مگر پی نہ سکے گا۔

خلاصہ یہ ہے جو نیک کام کرنے ہیں جلدی سے ایمان لا کر کر لو ورنہ خالی ہاتھ رہ جاؤ گے۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد نمبر ۲۲ — شمارہ نمبر ۳۲

جاری کردہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی قدس سرہ العزیز

مدیر مسئول

جانشین شیخ التفسیر

مولانا عبید اللہ انور

رئیس التحریر

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ

مدیر:

محمد سعید الرحمٰن علوی

ادارہ تحریر

مولانا محمد اجمل

زاہد الراشدی

صالح محمد صفدری

بدل اشتراک

سالانہ	۴۰ —— ۰۰
ششماہی	۲۰ —— ۰۰
سہ ماہی	۱۰ —— ۰۰
فی پرچہ	ایک روپیہ

حزب اختلاف کے قائدین سے!

۱۹۷۷ء شروع ہو چکا ہے، حالات کا رُخ یہ ہے کہ اس سال کے ابتدائی مہینوں میں ملکی انتخاب کا مرحلہ مکمل ہو جائے گا۔

- اگلے روز چیف الیکشن کمشنر نے اپنی پریس کانفرنس میں مکمل طیاری کا اعلان کیا اور بتلایا کہ محض ۴۵ دن کے نوٹس پر انتخاب کروانے کے لیے آپ ہمیں طیار پائیں گے۔ ہماری طرف سے انتظام میں کوئی کمی نہیں۔
- وزیر اعظم پاکستان جو پارٹی کے چیئرمین بھی ہیں اور اس وقت تمام اختیارات ان کے ہاتھ میں ہیں وہ برابر کہہ رہے ہیں کہ انتخاب ہوں گے اور سال بھر کے التوا کی بات نہیں ہو گی۔
- اصولی طور پر اس اسمبلی کے چل چلاؤ کا وقت ہے اور نہیں کہا جا سکتا کہ اب کب ہو جائے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ سطور سامنے ہوں تو آج کے ایم۔ این۔ اے حضرات اسلام آباد سے مکمل طریق سے رخصت ہو چکے ہوں۔

ایسے میں حزب اختلاف سے تعلق رکھنے کے پیش نظر ہمیں اپنے قابل صد احترام رہنماؤں سے چند گزارشات کرنی ہیں،

یہ صحیح اور درست ہے کہ موجودہ حکمران پارٹی کسی ضابطے اور اصول کے پیش نظر برسرِ اقتدار نہیں آئی بلکہ ہماری قومی زندگی کے سب سے بڑے حادثہ نے اسے یہ موقعہ فراہم کیا اور اس موقعہ کے فراہم ہونے کے بعد اس نے انتخابی دور کے تمام تر وعدوں کو پس پشت ڈال کر ایسی صورت حال پیدا کی جس نے ملک کے لیے انتہائی مشکلات پیدا کر دیں۔

- حکمران پارٹی نے اسلامی نقطہ نظر سے ملک کی قطعاً کوئی خدمت نہیں کی۔ جن دو چار باتوں کو "اسلامی خدمات" کے ضمن میں انتہائی بلند بانگ طریق سے پیش کیا جاتا ہے وہ پراپیگنڈا کے ضمن میں تو آتی ہیں اور بس۔

مثلاً مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا —— لیکن حقائق یہ ہیں کہ یہ رائے عامہ کا دباؤ تھا اور حکومت کے خلوص کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اب تک قانون سازی کا مرحلہ طے نہیں ہوا۔ اور مرزائی بدستور بلکہ پہلے سے زیادہ دیدہ دلیری

کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

"حج" کے معاملہ میں بہت شور ہے لیکن ہر سال بتدریج عازمین حج کے کوٹہ میں کمی، رقم میں اضافہ اور بے جا شرائط میں اضافہ ایسے مسائل نہیں جنہیں آسانی سے نظر انداز کر دیا جائے۔

اسلامی مشاورتی کونسل کے ممبروں کی تقرری دستوری طور پہ نہیں ہوئی اور کارکردگی صفر ہے۔

● اسی طرح جمہوری میدان میں حالات بگڑے اور بہت زیادہ جب کہ اصلاح کی طرف ایک قدم نہیں اٹھایا گیا۔

● آج بھی ملک میں ہنگامی حالات کا سوانگ موجود ہے۔ جب کہ امکانی درجہ میں جن ممالک سے چھیڑ چھاڑ یا جنگ وغیرہ کی نوبت آسکتی تھی ان سے صلح اور مکمل صلح موجود ہے۔

● عدالتوں کا دائرہ جس طرح سے تنگ کیا گیا اور سپیشل عدالتیں قائم کر کے "عدل و انصاف" کی دنیا میں جو پوزیشن بنا دی گئی ہے اس پہ ہر محب وطن پریشان اور سراپا احتجاج ہے۔

● دفعہ ۱۴۴ کا مرض ناسور کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی کی کارکردگی ہر کسی کو معلوم ہے پریس ٹرسٹ اسی طرح اظہار رائے کی آزادی کا منہ چڑھا رہا ہے بلوچستان و سرحد کی قانونی اور دستوری حکومتیں اتھل پتھل کے بعد جس طرح ختم کی گئیں وہ ڈھکی چھپی داستان نہیں ان کے بعد جو اپنے چہیتے سر پر بٹھائے گئے انہوں نے جو گل کھلائے وہ ایک المیہ ہے۔ حتیٰ کہ پنجاب و سندھ میں انہوں نے دھینگا مشتی کا تماشہ بصد شوق دیکھا تھا اور اسی آڑ میں بعض لوگوں کو "بہت کچھ" سے دوچار کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔

اپنی پارٹی ہر جگہ اور ہر مقام پر جس افراتفری اور انتشار کا شکار ہے اس کا اندازہ کبھی کبھار دوش ہوا پہ اڑنے والی خبروں سے ہو ہی جایا کرتا ہے۔ مخالفین کی پکڑ دھکڑ اور ان کو پریشان کرنا تو ایک من بھاتا کھیل ہے۔ اس سے دعویٰ جمہوریت کی قلعی کھل جاتی ہے۔

معیشت کے میدان میں بلند بانگ دعاوی اپنی جگہ لیکن نچلے اور سفید پوش طبقہ کی پریشانی میں اضافہ ایسا نہیں جس پر دلائل قائم کئے جائیں۔

گندم، بناسپتی گھی، چینی کی گرانی اور کمیابی، سبزی، گوشت اور دودھ جیسی بنیادی ضرورت کی چیزوں کی مارکیٹ بہت ناگفتہ بہ صورت حال، ضرورت کا کپڑا، دوا بھی تعلیم اور علاج جس طرح مہنگائی کا شکار ہے اس سے انقلابی اصلاحات کا بھرم کھل جاتا ہے۔

ہم پوری ایمانداری اور دیانت داری سے کہتے ہیں کہ جو "اُن" کا نام لیتے ہیں تنگ وہ بھی ہیں اور جو نام نہیں لیتے وہ تو لیتے ہی نہیں۔

ایسے میں حزب اختلاف کے بہادر اور جی دار رہنماؤں کا فرض ہے کہ وہ مشترک اور متفقہ پالیسی کی بنیاد پر پوری قوت سے میدان میں آئیں تو انشاء اللہ کامیابی ان کے قدم چومے گی۔

مقامِ مسرّت ہے

کہ کچھ دنوں سے اتحاد و اتفاق کی باتیں ہر طرف سے کی جا رہی ہیں اور آج کے اخبارات میں مولانا مفتی محمود کا پشاور سے جاری ہونے والا بیان جو نمائندہ نوائے وقت کو ملاقات کے وقت لکھوایا گیا تھا ہی حوصلہ افزا اور امید افزا ہے۔

انفرادی اور پارٹی کی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر قومی اور ملکی سطح پر سوچا گیا اور پی پی پی کے ایک نمائندہ کے مقابلہ میں ایک نمائندہ نامزد کیا گیا اور پھر تمام پارٹیوں نے کمال خلوص و دیانت سے اس نمائندہ کے لیے بھاگ دوڑ کی تو کوئی وجہ نہیں کہ قائد عوام کا نمائندہ بازی لے جائے۔

اب شک نہیں شک ہے لوگ قائد عوام کو بھی دیکھ چکے اور ان کے نمائندوں کو بھی، قوم آپ کے پروگرام اور آپ کے نمائندوں کے ساتھ تعاون کرے گی اور ضرور بشرطیکہ "وحدت و یگانگت" کی فضا ہموار رہی بلکہ اور مستحکم ہوئی اور ایسی گویا

کانّھم بنیانٌ مرصوص

یہ بنیان مرصوص جس کے جذبات، سوچ، فکر اور پالیسی ایک ہوگی اور خلوص و دیانت سے اس پالیسی پر عمل ہوگا تو سب ٹھیک ہوگا

بصورتِ دیگر

بقول مفتی محمود، سمجھوتہ نہ ہوا تو یہ ملک کی بدقسمتی ہوگی

(باقی ۳۲ پر)



خواہشات کے پجاری کبھی چین حاصل نہیں کر سکتے!

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ

تا .... وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ (صدق اللہ العظیم)

یہ دو آیتیں جو تلاوت کی گئی ہیں سورۂ جاثیہ (۴۵) کی آیات ۱۷، ۱۸ ہیں۔ ترجمہ ہے :-

"پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک رستہ پر دین کے کام کے، سو تو اسی پر چل اور مت چل خواہشوں پر نادانوں کی۔ وہ ہرگز کام نہ آئیں گے۔ تیرے اللہ کے سامنے ذرا بھی اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور اللہ رفیق ہے ڈرنے والوں کا۔"

(ترجمہ حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ)

شریعت اور خواہش

ان آیات میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے دو چیزوں کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے۔ پہلی شریعت دوسری خواہش۔ شریعت پر چلنے اور اس کی اتباع کا حکم دیا۔ جبکہ خواہش کے پیچھے چلنے سے روکا۔ شریعت نام ہے اس "راہ حق" کا جو اللہ تعالےٰ نے خود انسانوں کے لیے متعین فرمائی اور دوسرے لفظوں میں اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ "خداوندی دستور" کی اتباع اور پیروی کرو اور خواہشات کے پیچھے مت پڑو جو

شریعت کی پیروی کیوں؟

جب یہ معلوم ہو چکا کہ شریعت کا معنی "طریق حق" اور "دستور خداوندی" ہے تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس کی پیروی کیوں کریں؟ اس "کیوں" کا جواب بالکل واضح ہے کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے خالق و مالک ہیں اور ہمارے مربّی و پالنہار ہیں تو ہمیں ان کا حکم وارشاد بھی ماننا چاہیے کہ اسی میں ایک غلام و مملوک کی شرافت کا راز مضمر ہے۔

خدائے قدیر نے انسان کو "جسم و روح" کا مجموعہ بنایا زمین و آسمان اور ان سے متعلق تمام ظاہری و مادی اسباب تو جسم کی تربیت اور نشو ونما کے لیے ہیں لیکن روح کے لیے کیا ہے؟ تو اس "کیا" کا جواب یہی ہے کہ روح کے لیے بھی شریعت تو ہے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں "دستور و راہ حق" سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یہ کتنا شرم کا مقام ہے کہ ہم اس کو خالق و مالک اور مربّی بھی تسلیم کریں اور اس کے پیدا کردہ آسمان و زمین اور باقی تمام چیزوں سے فائدہ اٹھائیں اور جسم کی تربیت ان سے کریں لیکن "روح" کی بات آئے تو ہم اپنے پیدا کرنے والے سے منہ موڑ کر کسی جماعت و فرد یا اپنی ہی خواہشات اور خود ساختہ اصولوں کے پیچھے چل پڑیں؟

میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ کم فہمی اور اپنے پیدا کرنے والے کی ناشکری اور کیا ہوگی کہ فنا ہونے والے جسم کے لیے اس کے پیدا کردہ اسباب کو استعمال میں لائیں لیکن باقی رہنے والی روح کا ذرا لحاظ نہ کریں۔

شریعت اور فطرت سلیمہ

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت و منہاج دین کا جو انعام ہم پر کیا اور جس راہ حق و صواب سے ہمیں سرفراز فرمایا وہ فطرت سلیمہ اور عقل صحیحہ کے بالکل عین مطابق ہے اور اس کی مثال یوں ہی ہے کہ ایک مثالی ٹیلر ماسٹر صحت و عافیت کے دنوں میں کسی کا ناپ لے کر اس کے کپڑے تیار کرتا ہے۔ اور وہ اس کے جسم پر خوب پھبتے ہیں لیکن اللہ نہ کرے وہی شخص فالج یا اور اسی قسم کی بیماری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کے جسم کے بعض اعضاء کا قدرتی تناسب بگڑ جاتا ہے۔ اب وہ صاحب ٹیلر ماسٹر کو کوسیں تو دنیا انہیں نادان کہے گی اور ہر آدمی انہیں کہے گا کہ بابو جی! ٹیلر ماسٹر کو کیوں کوستے ہو اپنے جسم کا حال تو دیکھو؟ بعینہ یہ حال ہے کہ اگر فطرت سلیمہ نہ بگڑ گئی ہو اور مذاق صحیح کسی مہلک بیماری کا شکار ہو کر بگڑ نہ گیا ہو تو اللہ کا قانون ازلی و سرمدی انسان کی اجتماعی و انفرادی زندگی پر ٹھیک سے جچت بیٹھتا ہے لیکن شر و فساد کے زبردست تھپیڑے روح انسانی کو اپنی اصلی شکل پر نہ رہنے دیں تو پھر قصور ہمارا ہوگا اور کسی کا نہیں۔

بگاڑ ہی بگاڑ

آج تو چاروں طرف بگاڑ ہی بگاڑ ہے اور قرب قیامت کے پیش نظر نہ عقائد درست ہیں نہ اعمال، نہ اخلاقی حالت صحیح ہے نہ معاشرتی اعتبار سے درستگی، ایسے میں شریعت مقدسہ ہمیں اوپری اور عجیب نظر آتی ہے حالانکہ قصور ہمارا ہے کہ ہم نے اسے اپنے جسم پر چسپاں کرنے کی کوشش نہیں کی۔

اس کا علاج

اس کا علاج تو واضح طور پر یہ ہے کہ ہمت و جرأت کر کے بگاڑ و فساد کے تمام سرچشمے بند کر دیے جائیں۔ اور خلوص و دیانت کے ساتھ "شریعت" کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا جائے۔ پھر آپ دیکھیں کہ برکات کیسے ظہور پذیر ہوتی ہیں؟

محرم الحرام اور خواہشات کی دنیا

مثلاً انہی ایام کو دیکھیں "محرم" کا مہینہ ہمارے مقدس اسلامی سن و سال کا پہلا مہینہ ہے اور قیامت بھی اسی مہینہ میں قائم ہوگی۔ اس مہینہ کی دس تاریخ کو عاشوراء کا دن اس لیے کہتے ہیں کہ دس عظیم المرتبت انبیاء علیہم السلام کے خصوصی واقعات کا اس سے تعلق ہے۔

بخاری شریف کے مشہور شارح علامہ عینی قدس سرہٗ کی تصریح کے مطابق آدم علیہ السلام کی توبہ کا قبول ہونا، نوح علیہ السلام کے دور کے عالمگیر طوفان کا تھمنا، نارِ نمرودی کا حضرت خلیل الرحمٰن علیہ السلام پر گل و گلزار ہونا، بچھڑے ہوئے یوسف صدیق علیہ السلام کا پدرِ بزرگوار سے ملنا، داؤد علیہ السلام کو پروانۂ مغفرت نصیب ہونا، ایوب صابر علیہ السلام کے دورِ ابتلاء کا ختم ہونا، یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے نجات پانا، کلیم اللہ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے مظالم سے نجات پانا، عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی پیدائش عجیبہ اور محمد مکرم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصی انعامات و اکرام کی بارش سب واقعات اس ماہ کے اس دن سے متعلق ہیں۔

لیکن

آج کے مسلمان کو نہ تو اپنے "سن و سال" کا علم، نہ ان واقعات عجیبہ کی خبر، اسے خبر ہے تو صرف اس کی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس دن شہید ہوئے! ان کی شہادت بجا لیکن اس سے یہ دن کیونکر مقدس ہو گیا؟ شہادت تو بہت لوگوں کو نصیب ہوئی حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت حمزہ (جنہیں اللہ کے نبی ﷺ نے سید الشہداء کہا) رضی اللہ عنہم جیسے لاتعداد ارباب صدق و وفا نعمت شہادت سے سرفراز ہوئے، پھر کیا وہ دن بھی ایسے ہی قرار پائیں گے؟

اس دن کی رسومات جاہلیہ

اور پھر اس دن جو کچھ ہوتا ہے پتہ نہیں بخدا جو

(باقی [illegible] پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

"ذکر" اصلاحِ قلب کا بہترین ذریعہ ہے

شیخِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور زید مجدھم

بعد الحمد والصلوٰۃ :-

ہمارا یہ پرانا معمول ہے کہ ہفتہ میں ایک بار باہم مل بیٹھ کر اللہ کا نام لیتے ہیں۔ بعض حلقے اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور کئی بار یہ اعتراض مختلف طریق سے ہم تک بھی پہنچا۔ لیکن ہمارا مزاج مناظرہ وغیرہ سے خدا نے بالکل الگ ڈھنگ بنایا ہے۔ ہم بحث مباحثہ میں نہیں پڑتے لیکن جو لوگ اللہ کا نام سیکھنے کے لیے آتے ہیں ان کے اطمینان قلب اور تسلی کے لیے چند جملے عرض کر دیا کرتے ہیں۔

آج بھی ایک صاحب نے اس سلسلہ میں توجہ دلائی اور کسی صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ طریقت کے سلاسلِ اربعہ میں سے تین سلسلوں میں جہراً ذکر نہیں بلکہ سِرّی طور پر ہے۔ تو یہاں قادریہ سلسلہ میں ایسا کیوں؟ بعض لوگ آگے بڑھ کر ناجائز اور نہ معلوم کیا کیا کہہ دیتے ہیں۔

بہرحال جہاں تک سلاسل اربعہ کا تعلق ہے ان تمام کا منبع وہی حقائق ربانی ہیں جن کا تعلق یزکیھم سے ہے حضور نبی مکرم علیہ السلام نے تزکیہ کے سلسلہ میں جو ہدایات ارشاد فرمائیں اور جو طریق عمل تجویز فرمایا وہی مختلف انداز سے ان تمام سلاسل میں ہے اور ہر سلسلے کے مشائخ یہی کچھ کرتے ہیں۔ اصل مقصد دل کی صفائی ہے اور باطن کو مانجھ کر اس کو آلائشوں سے پاک کرنا ہے۔ باقی یہ طریقے اور ذکر و فکر تو محض اسباب ہیں۔ دوسرے حضرات نے سِرّی طور پر ذکر کو اپنایا، ہم نے جہراً اپنا لیا۔

کوئی ظلم نہیں کیا۔ مجھے حیرانی ہوتی ہے کہ معاشرہ مختلف گندگیوں کا شکار ہے۔ سینما، تھیٹر اور نہ معلوم کیا کیا گناہ اور فسق کے اڈے قائم ہیں، ہو رہے ہیں لیکن کوئی ان پر ٹوکتا نہیں، کچھ نہیں کہتا لیکن یادِ الٰہی پر لوگ چیں بہ جبیں ہوتے ہیں۔ میں جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چند ارشادات اس سلسلہ میں عرض کرتا ہوں توجہ فرمائیں :

حضرت عبداللہ بن بسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جہاں تک فرائض کا تعلق ہے بحمدہٖ وہ ادا کرتا ہوں۔ نوافل وغیرہ کا لامتناہی سلسلہ ہے اس لیے مختصر اور جامع بات ارشاد فرمائیں جو کافی وافی ہو۔

آپ نے فرمایا۔ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا بِذِکْرِ اللّٰہِ کہ تمہاری زبان ہمیشہ یادِ الٰہی سے تر رہنی چاہیے۔

جناب نبی کریم علیہ السلام نے "زبان تر" رہنے کا فرمایا۔ اس سے کم از کم جو بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے وہ "ذکر لسانی" تو ہے ہی!

اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی کریم علیہ السلام سے جو آخری بات سنی وہ یہ ہے :

اَنْ تَمُوْتَ وَلِسَانُکَ رَطْبًا بِذِکْرِ اللّٰہِ۔ کہ تمہاری موت اس حال میں ہو کہ تمہاری زبان اللہ کی

یاد سے تر ہو۔

اس میں شک نہیں کہ ذکر کا اصل مقصد دل میں یاد الٰہی کا جانا ہے لیکن اسباب کی دنیا میں جب تک زبان دل کی رفیق نہ ہوگی اس وقت تک بات نہ بنے گی۔ اِذَا تَکَرَّرَ الْکَلَامُ تَقَرَّرَتْ فِی الْقَلْبِ۔ جب بات بار بار دہرائی جائے گی تو دل میں قرار پکڑ جائے گی۔

میں نے بتلایا کہ اصل مقصد علاج ہے اور علاج جیسا مناسب ہو ایسا کرنا ضروری ہے۔ حضرت مدنی قدس سرہٗ باوجودکہ چشتی سلسلہ میں زیادہ توجہ فرماتے لیکن ضرورت کے اعتبار سے قادری طریق کے مطابق ذکر جہر کا فرماتے۔ جیسا کہ ڈھاکہ کے ایک بہت بڑے ڈاکٹر کا قصہ مجھے یاد ہے۔

باقی بہت زیادہ شور اور ہنگامہ آرائی تو اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ اللہ سمیع و بصیر ہے اس کو سنانا ہے خِیْفَۃً وَّ دُوْنَ الْجَھْرِ پر عمل ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ افراط و تفریط سے بچائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

بقیہ: خطبہ جمعہ

لوگ قرآن حکیم کی جامعیت اور اس کے کامل و مکمل ہونے پر یقین نہیں رکھتے وہ جو کچھ کریں کریں محمد کریم علیہ السلام کے سچے نام لیوا ان رسومات و بدعات کے کیوں مرتکب ہوتے ہیں؟ کیا یہ شریعت کی پابندی ہے؟ کیا یہ خواہشات کی پیروی نہیں؟

فرمانِ رسالت

سید ولد عدنان علیہ الف الف تحیۃ و سلام تو واضح طور پر فرماتے ہیں کہ:

"وہ ایمان دار نہیں جو میری شریعت کے مقابلہ میں خواہشات کا پجاری ہو۔"

لیکن امت خرافات کا شکار اور دعویٰ امتی اپنے جگہ؟ ع این خیال است و محال است و جنوں۔

خدا نے خواہشات کی پیروی سے روکا، نادانوں کی دوستی و تعلق سے روکا اور چند آیات آگے چل کر ان لوگوں کے اندھے پن کا ذکر کیا جو خواہشات کو معبود ہی بنا کر بیٹھ جاتے ہیں۔

اس صورتِ حال کا نتیجہ

اختلاف و افتراق، آپس کی کش مکش اور لڑائی جھگڑے کی صورت میں نکلتا ہے اور دلوں کا چین و اطمینان برباد ہو جاتا ہے۔ بچاؤ کی صورت صرف اور صرف "احترامِ شریعت" "تعمیل شریعت" اور خواہشات و نفسانیت کا جُوا اتار پھینکنا ہے۔ بقول حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

"اختلافات اور فرقہ وارانہ کش مکش کی موجودگی میں (جس کا پہلی آیت میں ذکر ہے) ہم نے آپ کو دین کے صحیح راستہ پر قائم کر دیا۔ تو آپ کو اور آپ کی امت کو چاہیے کہ اس راستہ پر برابر مستقیم رہے۔ کبھی بھول کر بھی جاہلوں اور نادانوں کی خواہشات پر نہ چلے۔" ص ۶۴۳

آج فرقہ وارانہ اختلاف کا رونا سب روتے ہیں، معاشرتی بگاڑ کی دہائی سب دیتے ہیں، اقتصادی افراتفری سے ہر کوئی پریشان خاطر، لیکن اصل کی طرف رجوع اور اس کی بنیاد پر علاج؟ اس کی کسی کو فکر نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شریعت مطہرہ مقدسہ کی صحیح پیروی کی توفیق بخشے اور خواہشات کی گرم بازاری سے پناہ دے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

پیش کش: جناب ظہور احمد صاحب ۲۳ ترتیب: علوی

احسن القصص

افادات: حضرت مولانا علامہ نور الحسن پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

یُوسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ . . . . . اِنَّ رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ۔

ترجمہ

اے یوسف! اے صادق مجسم! ہمیں ایک خواب کی تعبیر بتاؤ۔ سات گائیں ہیں موٹی موٹی۔ جنہیں سات دُبلی گائیں نگل رہی ہیں۔ اور سات بالیں ہیں ہری ہری اور سات ایسی ہی سوکھی۔ تاکہ میں لوگوں کی جانب لوٹ کر جاؤں اور تاکہ وہ جان جائیں۔

حضرت یوسفؑ نے تعبیر دیتے ہوئے فرمایا۔ تم لوگ سات سالوں تک متواتر کھیتی باڑی کروگے، تو دیکھو جو فصل کاٹو اسے بالوں ہی میں رہنے دینا، سوائے تھوڑے سے اناج کے جو تمہیں کھانے کے لیے درکار ہو۔

پھر ان سات سالوں کے بعد سات بڑے سخت سال آئیں گے۔ جو کچھ ان سالوں کے لیے تم نے جمع کیا ہوگا وہ سب کھالیں گے سوائے تھوڑے سے اناج کے جسے تم بچا لوگے۔

پھر ان سات سالوں کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں پر خوب بارشیں برسیں گی اور اس سال میں لوگ پھلوں کو نچوڑیں گے۔

اور پھر بادشاہ نے کہا کہ اس قیدی کو میرے سامنے حاضر کرو۔ جب بادشاہ کا قافلہ یوسفؑ کے پاس پہنچا تو آپؑ نے فرمایا تم اپنے آقا کی طرف پھر لوٹ جاؤ۔ اس سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا واقعہ ہے جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔ بے شک میرا خدا ان عورتوں کے مکر سے پوری طرح واقف و آگاہ ہے۔

تفسیر "یوسف ایہا الصدیق" گزشتہ درس میں آپ سماعت فرما چکے کہ مصر کے بادشاہ نے ایک خواب دیکھا تھا اور خواب یہ تھا کہ سات موٹی موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی گائیں! وہ جو دبلی سات گائیں ہیں وہ موٹی سات گایوں کو نگل رہی ہیں۔ اسی طرح سے سات ہرے خوشے ہیں، اناج کی بالیں ہیں۔ سات جو ہری ہیں اور ایسی ہی سات ہیں جو سوکھی ہیں وہ جو سوکھی ہیں وہ ہری بالوں پر لپٹ گئی ہیں اور انہیں بھی کھا لیا، انہیں بھی خشک کر دیا۔ یہ اس نے خواب دیکھا تھا۔ اہل دربار سے اس کی تعبیر پوچھی۔ سب قاصر رہے۔ سب نے کہا کہ ہم تو صاحب تعبیر خواب نہیں جانتے۔ وہ جو دو قیدی یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں تھے ان میں سے ایک جو بَری ہو گیا تھا اور بادشاہ کا بدستور ساقی بنا دیا گیا تھا۔ اسے اس موقعہ پر یہ بات یاد آ گئی کہ ہمارے ساتھ قیدخانہ میں ایک نوجوان تھے جن کا نام یوسف تھا۔ ہم نے خواب دیکھا تھا ان سے تعبیر پوچھی تھی، وہ تعبیر بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ جب اسے یہ بات یاد آئی اور بعید نہیں ہے کہ اس موقعہ پر اس نے بادشاہ سے پورا واقعہ بھی بیان کیا ہو۔ اس نے شاید بتایا ہو کہ جب ہم پر زہر خورانی کا الزام لگایا گیا تھا اور ہمیں وہاں حوالات میں بھیج دیا گیا تھا تو وہاں قیدخانہ میں ایک شخص تھا جس کا یہ نام تھا، تو ہم نے خواب دیکھا۔ ہم نے اس سے بیان کیا۔ اس نے یہ تعبیر بتائی، بادشاہ نے کہا کہ اچھا جاؤ ہمارا یہ خواب اس سے جا کر کہو۔ اور اس کی تعبیر لاؤ۔ چنانچہ وہ یوسف علیہ السلام کے پاس قیدخانہ میں گیا۔ وہاں پہنچ کر کہتا ہے۔

یوسف ایہا الصدیق! یوسف اے صدق مجسم اصدیق مبالغہ کا صیغہ ہے۔ عربی میں اس کے معنی ہوتے ہیں "کثیر الصدق" "بہت ہی سچا" جس کو ہم فارسی اور اردو ترکیب میں کہتے

ہیں "صدق مجسم" "محسن مجسم" جیسے ہوتا ہے ایسے ہی صدق مجسم! گویا وہ اتنے عرصے ہیں جو قید خانے میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ صادق القول ہے، صادق العمل ہے۔ پھر جب خواب دیکھا اس کی جو تعبیر بتائی وہ سچی ثابت ہوئی۔ تو یہ ساری دلیلیں اس بات کے لیے ہوگئیں کہ یوسف علیہ السلام اپنے قول میں اپنے عمل میں بہت سچے ہیں۔ چنانچہ پہلے نام لیا پھر ان کا لقب دیا۔ ایہا الصدیق۔

افتنا الخ، آپ ہمیں خواب کی تعبیر بتائیں اور وہ خواب یہ ہے کہ سات گائیں ہیں۔ کسی نے دیکھا ہے یا بتا دیا ہوگا کہ بادشاہ نے دیکھا ہے۔ سات موٹی موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں، اسی طرح سات بالیں ہیں ہری اور سات ہیں سوکھی۔ اور پھر تاریخ میں آتا ہے۔ کہ وہ جو سات سوکھی ہیں وہ ہری کے اوپر لپٹ گئیں۔ لیکن فرض کیجئے۔ قرآن نے اتنا ہی کہا ہے کہ سات ہری ہیں اور سات سوکھی۔ آپ یہ بتائیں کہ اگر کوئی یوں دیکھے تو اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ اس کی تعبیر بتا دیں تاکہ میں ان لوگوں کے پاس جن کا نمائندہ بن کر آیا ہوں۔ انہیں بتاؤں، اور انہیں بھی تعبیر کا اسی طرح سے علم ہو جائے جیسے تم نے مجھے بتایا ہے! میں انہیں جاکر بتا دوں کہ ایسا خواب ہو تو اس کی یہ تعبیر ہوتی ہے۔

لعلی ارجع الی الناس الخ۔ ناس سے مراد وہ لوگ جنہوں نے اسے بھیجا ہے تاکہ ان کے پاس جاؤں اور انہیں بھی خواب کی تعبیر کا علم ہو جائے۔

دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بتا دیجئے، میں تو خواب کی تعبیر معلوم کرکے ان کے پاس جاؤں ہو سکتا ہے کہ میں جب آپ کی بتائی ہوئی تعبیر انہیں بتاؤں تو ان کو بھی آپ کی قدر و منزلت کا علم ہو جائے اور شاید آپ کی رہائی کی کوئی صورت ہو جائے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی جان جائیں کس مقام کا نوجوان ہے؟ کیسا صالح ہے؟ کیسی عمدہ تعبیر کہتا ہے؟ اس کو کیوں قید خانہ میں رکھا ہے؟ ممکن ہے بادشاہ کے ذہن میں آجائے؟ وہ آپ کی رہائی کا کوئی انتظام کر دے تو آپ مجھے خواب کی تعبیر بتائیے۔ میں واپس جاؤں اور ان سے کہوں۔ دیکھیں اگر آپ کسی سے کوئی کام کہتے اور کام ہوتا ہے بہت ضروری اور اہم اور آپ کے کاموں کو دوسرا بھول جاتا ہے تو آپ کو اس پر کتنا رنج ہوتا ہے؟ کہ دیکھیں یہ کام کتنی اہمیت کا تھا اور میں نے کتنی تاکید سے اس سے یہ بات کہی تھی۔ اور یہ شخص یہ کہتا ہے کہ میں تو بھول گیا، جب وہ کہتا ہے کہ مجھے بھول گیا تو ہمیں کتنا غصہ آتا ہے۔

دیکھو، خدا کے پیغمبر نے پوچھا بھی نہیں ہے کہ میں نے تمہیں تاکید کی تھی کہ اذکرنی عند ربک، اپنے آقا کے سامنے میرا تذکرہ کرنا، سال گزر گئے تم نے تذکرہ ہی نہ کیا؟ یار پھر تم تعبیر کے لیے آگئے۔ کچھ تمہیں سوچنا تو چاہیے تھا؟ تمہیں میں نے جو تعبیر بتائی تھی وہ صحیح ثابت ہوگئی، اور تم بدستور اپنے منصب پر بحال ہوگئے ہو۔ تم نے اتنا بھی نہ کیا، تم نے اتنا بھی یاد نہ رکھا، یہ کوئی معمولی بات ہے؟ تم خود چند دن حوالات میں رہے ہو، یہاں کی زندگی کتنی مصیبت کی زندگی ہوتی ہے؟ میرے سالوں پر سال گزر گئے اور تم یہی کہتے ہو کہ میں بھول گیا؟ بالکل ذکر ہی نہیں۔ کیا خدا کے پیغمبر نے۔ اس نے تعبیر پوچھی آپ نے بتا دی۔

غور فرمایئے بڑوں کے حوصلے بھی کتنے بڑے ہوتے ہیں۔ اور پیغمبر کے مقابلہ میں کسی کا کیا حوصلہ ہو سکتا ہے؟ اچھا صاحب: بادشاہ نے جو خواب دیکھا وہ تو آپ کے ذہن میں ہے اس کی تعبیر پوچھنا چاہتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہاں تین چیزیں اسے بتاتے ہیں، ایک بات پوچھی ہے دوسری پوچھی ہی نہیں۔ لیکن خدا کے پیغمبر نے دو باتیں اور بھی بتائیں بموزون الفاظ میں "تعبیر، تدبیر اور تبشیر"!

تعبیر بھی سنو کہ یہ ہے اور تعبیر ہے بڑی بُری اور سخت! تو اس میں تدبیر کیا ہونی چاہیے جس سے وہ مصیبت کم ہو جائے۔ اور پھر بشارت بھی دے دی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ کوئی مصیبت بھی نہیں رہے گی اور سب ٹھیک ہو جائے گا۔

جمعیت علماء اسلام کے امیدواران قومی وصوبائی اسمبلیاں

توجہ فرمائیں

ہدایات برائے درخواست دہندگان

۱۔ درخواستیں فوراً دفتر میں موصول ہونی لازمی ہیں۔

۲۔ درخواست لکھنے سے قبل فہرست رائے دہندگان سے میں اپنے ووٹر ہونے کی تصدیق کر لیں۔

۳۔ درخواست میں فہرست رائے دہندگان کا عنوان (نام) اور اپنا ووٹ نمبر درج کریں۔

۴۔ درخواست میں حلقہ و نیابت کا نام اور نمبر درج کریں۔ حلقہ ہائے انتخاب کی فہرست شائع ہو چکی ہے اور صوبائی الیکشن کمشنروں کے دفاتر سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

۵۔ جس درخواست پر ضلعی امیر کی سفارش نہ ہوگی وہ قابل قبول نہیں ہوگی۔

۶۔ ہر درخواست کے ساتھ حلف نامہ جو ترجمان اسلام اور خدام الدین میں شائع ہوا ہے منسلک ہونا ضروری ہے۔ حلف نامہ پر امیدوار کے دستخط ثبت ہوں۔

۷۔ درخواست کے لیے فیس لازمی نہیں ہے۔ البتہ صاحب استطاعت درخواست کنندگان قومی اسمبلی تین صد روپیہ اور صوبائی اسمبلی یک صد روپیہ بطور الیکشن فنڈ درخواست کے ہمراہ داخل کر سکتے ہیں۔

۸۔ درخواست میں اپنا تعلیمی معیار، اہلیت، اثر و رسوخ، جماعت سے وابستگی اور دیگر ضروری کوائف بالتفصیل درج کریں۔

۹۔ صوبہ پنجاب کے امیدواران خود دفتر میں تشریف لا کر درخواستیں داخل کریں۔

۱۰۔ صوبہ سرحد کے امیدواران اپنی درخواستیں دفتر میں تشریف لا کر بھی داخل کر سکتے ہیں یا اپنے نمائندہ کے ذریعہ دفتر میں پہنچا سکتے ہیں۔

۱۱۔ صوبہ سندھ اور بلوچستان کے امیر صاحبان ایسا انتظام کریں کہ اپنے اپنے صوبہ کے امیدواران کی درخواستیں یکجا کر کے کسی پیغامبر کی وساطت سے دفتر میں پہنچا دیں۔

۱۲۔ درخواست اردو میں تحریر ہونی چاہیے۔ کیونکہ آئین کی رو سے مرکزی دفاتر کی قومی زبان اردو قرار پائی ہے۔

۱۳۔ ڈاک کے ذریعہ درخواست ارسال نہ کریں کیونکہ اس میں تاخیر اور ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔

۱۴۔ درخواست مرکزی پارلیمانی بورڈ کے سیکرٹری سید عطاء الرحمن جعفری کی تحویل میں دینی لازمی ہے۔

سیکرٹری مرکزی پارلیمانی بورڈ

سید عطاء الرحمن جعفری بی اے (آنرز)

دفتر جمعیۃ علماء اسلام چوک رنگ محل لاہور



بخدمت عالی !

سربراہ مرکزی پارلیمانی بورڈ

حلف نامہ برائے حصولِ ٹکٹ امیدوارانِ قومی و صوبائی اسمبلیانِ پاکستان

حلف نامہ

ملک و قوم کے موجودہ ابتلاء میں آئین شریعت کے نفاذ اور عوام کے جمہوری اور شہری حقوق کی بحالی کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی قیادت میں تا حدِ مقدور آئینی خدمات بطور امیدوار قومی / صوبائی اسمبلی از حلقہ نیابت . . . . ضلع . . . . صوبہ . . . . . . پیش کرتا ہوں۔

۲۔ مَیں پارٹی کا رُکن ہوں اور حلفاً پارٹی کے آئین کا پابند رہنا اور اس کے مقاصد کے حصول میں دامے، درمے، قدمے کوشاں رہنے کا عہد کرتا ہوں۔

۳۔ مَیں حلفاً یہ عہد کرتا ہوں کہ مَیں پارٹی کا ٹکٹ ملنے کی صورت میں پارٹی کے آئین اور احکام کا پابند رہوں گا اور ٹکٹ نہ ملنے کی صورت میں کسی اور پارٹی کا ٹکٹ نہ لوں گا۔ اور نہ ہی بطور آزاد امیدوار انتخاب لڑنے کی سعی کروں گا۔ اور نہ ہی پارٹی کی رکنیت ترک کر کے بے اصولی اور مفاد پرستی کا مرتکب ہوں گا۔

۴۔ مَیں حلفاً یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر پارٹی میری بجائے کسی اور کی اس حلقہ سے حمایت کا اعلان کرے (جہاں کے لیے مَیں نے درخواست دی ہے) برائے ٹکٹ ترجیح دے تو مَیں صمیم قلب اور بصد انبساط اس امیدوار کی اعانت کروں گا۔

۵۔ پارٹی کے الیکشن فنڈز کے لیے مبلغ . . . . . . پیش کرتا ہوں۔ جو ٹکٹ نہ ملنے کی صورت میں واپس نہیں لوں گا۔

نام امیدوار و مکمل پتہ - - - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - - - - - - - -

حلقہ نیابت - - - - - - - - - - - - - - - - - -

ضلع - - - - - - - - - - - - - - - - - -

صوبہ - - - - - - - - - - - - - - - - - -

سفارش ضلعی امیر - - - - - - - - - - - - - - -

مع نام و پتہ - - - - - - - - - - - - - - -

حاسد اگر تجھ سے حسد کرتا ہے

کر صبر کہ وہ [illegible] کرتا ہے

اپنی [illegible] محسوس کر رہا ہے

تیری [illegible] سے [illegible] کرتا ہے

مرسلہ
خاموش مبلغ
ملتان

ثمرات الاوراق

(مسلسل)

انتخاب لاجواب

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ

علم و ذکاوت

عبدالملک بن مروان نے ایک مرتبہ اہل مجلس سے مخاطب ہو کر کہا:

"کیا تم میں کوئی ایسا قادر الکلام ہے جو اعضاء بدنی کو حروف تہجی کے اعتبار سے شمار کر دے۔ اگر کسی نے ایسا کر دیا تو منہ مانگا انعام پائے گا"

یہ سوال ایسا آسان نہ تھا کہ ہر شخص آسانی سے تیار ہو جاتا۔ آج دنیا بھر کے طول و عرض میں اردو، انگریزی یا کسی اور زبان کا کوئی فاضل موجود ہے۔ جو اعضاء بدنی کو بہ ترتیب حروف تہجی گنوا دے۔ مگر وہ آسمان علم کے درخشندہ نجوم تھے کہ امیر المومنین کی زبان سے پوری طرح نکلے بھی نہ تھے کہ "سوید بن غفلہ" نے پیش قدمی کر کے فوراً اعضاء جسمانی کو گنوانا شروع کر دیا۔

حروف	اسم عضو	ترجمہ	حروف	اسم عضو	ترجمہ
الف	انف	ناک	ش	شفتہ	لب
ب	بطن	پیٹ	ص	صدر	سینہ
ت	ترقوہ	ہنسلی	ض	ضلع	پسلی
ث	ثغرہ	دندان	ط	طحال	تلی
ج	جمجمہ	کھوپڑی	ظ	ظہر	پشت
ح	حلق	..	ع	عین	آنکھ
خ	خد	اخارہ	غ	غبب	زنخدان
د	دماغ	..	ف	فم	دہن
ذ	ذکر	..	ق	قفا	گدی
ر	رقبہ	گردن	ک	کف	ہتھیلی
ز	زند	کلائی	ل	لسان	زبان
س	ساق	پنڈلی	م	منخر	نتھنا ناک کا

حروف	اسم عضو	ترجمہ	حروف	اسم عضو	ترجمہ
ن	نغنغ	تالو کی جڑ	ہ	ہامہ	کاسہ سر
و	وجہ	چہرہ	ی	ید	ہاتھ

امیر المومنین کے لبوں پر تبسم تھا اور چہرہ مسرت سے کھیل رہا تھا۔ ابھی آپ کی زبان سے ایک حرف بھی نہ نکلا تھا کہ مادرِ عرب کا دوسرا فرزند کھڑا ہو کر کہتا ہے۔ یا امیر المومنین! میں اس ترتیب سے دو دو عضو کے نام شمار کرا سکتا ہوں۔ عبدالملک نے مسکرا کر ابن غفلہ کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔

سنا تم نے وہ کیا کہتا ہے؟

سوید نے فوراً جواب دیا۔

"اصلح اللہ الامیر! میں تین تین عضو کے نام گنوا سکتا ہوں ——— حکم ہوا گنواؤ ——— سوید نے گنوانے شروع کئے۔

حروف	اسم عضو	ترجمہ	حروف	اسم عضو	ترجمہ
الف	انف	ناک	ث	ثنایا	دندان
〃	اسنان	دانت	〃	ثدی	پستان
〃	اذن	کان	ج	جمجمہ	کھوپڑی
ب	بطن	پیٹ	〃	جفن	پلک
〃	بنصر	کن انگلی	〃	جعد	گھونگھر
〃	بیضتان	ہیت	ح	حلق	حلق
ت	ترقوہ	ہنسلی	〃	حنک	تالو
〃	تصرہ	لب اعلیٰ	〃	حاجب	ابرو
〃	تینہ	مقعد	خ	خد	رخسار
ث	ثغر	دانت	〃	خنصر	انگلی

حروف	اسم عضو	ترجمہ	حروف	اسم عضو	ترجمہ
خ	خاصرہ	کوکھ	ع	عنق	گردن
د	دبر	پشت	″	عاتق	شانہ
″	دماغ	دماغ	غ	غبب	زنخدان
″	دم	خون	″	غلصمہ	حلق
ذ	ذقن	ٹھوڑی	″	غنۃ	ناک
″	ذکر	.	ف	فم	دہن
″	ذراع	ہاتھ	″	فک	جبڑا
ر	رقبہ	گردن	″	فؤاد	دل
″	رأس	سر	ق	قفا	گُدی
″	رکبۃ	گھٹنا	ق	قلب	
ز	زردمۃ	حلق	″	قدم	
″	زب	لانبے بال	ک	کف	
″	زند	کلائی	″	کتف	شانہ
س	ساق	پنڈلی	″	کعب .	ٹخنہ
″	سرّۃ	ناف	ل	لسان	زبان
″	مسابحہ	انگشت شہادت	″	لحیہ	داڑھی
ش	شفۃ	ہونٹ لب	″	لہاۃ	بن تالو
″	شعر	بال	م	منخرہ	نتھنا
″	شارب	مونچھ	″	مرفق	کہنی
ص	صدر	سینہ	″	منکب	شانہ
″	صدغ	کنپٹی	ن	نخاع	رگ گردن
″	صلعۃ	گنجا سر	″	ناب	دانت
ض	ضلع	پسلی	″	ناصیہ	پیشانی
″	ضفیرہ	زلف	و	وجہ	چہرہ
″	ضرس	داڑھ	″	وجنہ	رخسار
ط	طحال	تلی	″	ورک	سرین
″	طرۃ	پیشانی	ہ	ہامہ	کھوپڑی
″	طرف	آنکھ	″	ہیئۃ	شکل
ظ	ظہر	پشت	″	ہیف	نازک کمر
″	ظفر	ناخن	ی	یمین	دایاں ہاتھ
″	ظلم	سُم	″	یسار	بایاں ہاتھ
ع	عین	آنکھ	″	یافوخ	سر کا بالائی حصہ

ایک بڑھیا کی غائبانہ پکار پر خلیفۂ وقت کا انتقامی حملہ

روما میں عیسائی حکومت تھی۔ وہاں ایک عیسائی فوجی نے ایک مسلمان بڑھیا کے تھپڑ مارا۔ بڑھیا معتصم باللہ عباسی کو مدد کے لیے پکارنے لگی۔ ظالم فوجی نے پھر ایک اور تھپڑ مارا اور کہا کہ کیا معتصم باللہ ابلق گھوڑے پر سوار ہو کر مجھ سے تیرا بدلہ لینے آئے گا؟

یہ بات روما سے بغداد کسی طرح پہنچ گئی۔ تو خلیفہ نے کہا جب تک بڑھیا کی بات پوری نہ کر دوں گھر میں قدم نہ رکھوں گا۔ اتنا کہا اور جا کر جنگل میں خیمے گاڑ دیے۔ اور حکم دیا کہ گرد و نواح سے جتنے بھی ابلق گھوڑے جس قیمت پر بھی ملیں لائے جائیں۔

آن کی آن میں لشکر تیار ہو گیا اور خلیفہ معتصم باللہ نے روما (اٹلی) پر حملہ کر دیا۔ ظالم سپاہی کو گرفتار کر لیا گیا اور اس کو کئے کی سزا مل گئی اور خلیفہ نے بڑھیا سے کہا۔ کہ دیکھ معتصم باللہ ابلق گھوڑے لے کر تیری مدد کو اللہ تعالےٰ کی توفیق سے آ پہنچا۔

غلط بیانی پر انتہائی رسوائی

حضرت فاروق اعظمؓ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو بحرین کا گورنر بنا دیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہاں کے لوگ ناراض ہو گئے اور دشمن بن گئے۔ فاروق اعظمؓ نے ان کو معزول کر دیا۔ اہل بحرین کو یہ اندیشہ ہُوا کہ کہیں پھر ان کو بحال کر کے نہ بھیج دیں تو اس پر ایک تدبیر سوچی گئی۔ وہ یہ کہ ایک چودھری نے کہا ایک لاکھ روپیہ جمع کرو تو میں حضرت فاروق اعظمؓ کے پاس جا کر یہ کہوں گا کہ مغیرہؓ نے خیانت کر کے یہ رقم میرے پاس جمع کرائی تھی۔ یہ حاضر ہُوا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہؓ کو بلایا۔ فرمایا یہ کیا کہہ رہا ہے۔ کہنے لگے یہ جھوٹ کہہ رہا ہے وہ رقم دو لاکھ روپیہ تھی۔ فرمایا۔ یہ خیانت کیوں کی؟ کہا خاندان کے مصارف نے مجبور کیا تھا۔

آپ نے چودھری کی طرف توجہ کی۔ اس کے حواس باختہ ہو چکے تھے۔ کہنے لگا میں سچ کہتا ہوں کہ مغیرہ نے میرے پاس نہ قلیل رقم رکھی نہ کثیر۔

حضرت نے فرمایا۔ مغیرہ! یہ کیا؟ عرض کیا۔ حضرت! اس خبیث نے بہتان باندھا۔ میں نے سچ کہلوانے کا ایک حیلہ سوچا۔ یہ حیلہ نہ عقلاً مذموم ہے نہ شرعاً — مقصد جھوٹ نہ تھا۔

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم؟

موت ہے کس کو رستگاری ہاے

حضرت شیخ الہند قدس سرہ کے نرینہ اولاد نہ تھی — دو صاحبزادیاں تھیں۔ ان میں سے چھوٹی صاحبزادی مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے مفتی حضرت مفتی مسعود علی صاحب کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ ماہ دیوبند میں ان کا انتقال ہوگیا۔ ان کے صاحبزادے (حضرت شیخ الہند کے نواسے) مولانا ہارون صاحب، مادر علمی کے فیض یافتہ اور آج کل وہاں مدرس ہیں۔ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا انور زید مجدہم کے زمانہ طالب علمی کے عزیز ترین رفیق اور دوست! مولانا کو جب یہ خبر ملی تو از حد رنجیدہ خاطر ہوئے اور بتلایا کہ حضرت مدنی قدس سرہ جب سفر وغیرہ سے واپس آتے تو اپنی استاد زادی کے دولت کدہ پر پہلے سلام کے لیے تشریف لے جاتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا اسعد مدنی مرحومہ کے رضاعی فرزند تھے۔ شر و فساد سے بھری دنیا سے اس قسم کے پاکباز انسان تیزی سے اٹھ رہے ہیں۔ آج جبکہ مصلحت کی دیواریں دو ملکوں کے درمیان حائل ہیں ہم اپنے حقیر الفاظ کے ذریعہ مولانا ہارون اور دوسرے حضرات سے اپنے امیر مکرم اور خود اپنی طرف سے تعزیت پیش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس عظیم ماں کے نقش قدم پر ان حضرات کو چلائے اور اس عفت مآب اور عظیم عورت پر خدا کی بے پایاں رحمتیں نازل ہوں۔

خانوادہ تھانوی کے ایک ہونہار فرزند مولانا محمد احمد تھانوی مہتمم و بانی مدرسہ اشرفیہ سکھر انتقال فرما گئے۔ علمی دنیا کے اس خلاء پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ مرحوم حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب کے بھائی تھے۔ قدرت مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

ہم اپنے محسن مولانا مفتی جمیل احمد سمیت تمام متعلقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام علاقہ بورے والا کے رہنما مدرسہ عربیہ بورے والا کے صدر مدرس مولانا مفتی عبدالرحمٰن مظاہری جنوری کی ابتدائی تاریخوں میں چل بسے۔ علم و تقویٰ کی بزم میں ایک خلا ہوگیا۔ مولائے قدوس ان سے اپنی خصوصی رحمت کا معاملہ فرمائیں۔ ہم ان کے متعلقین کے شریک غم ہیں۔ (مدیر۔ خدام الدین)

حاصل پور میں خدام الدین کے ایجنٹ قاری دین محمد کے دادا صاحب ۱۲۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ (ادارہ)

دعاءِ صحت

میری اہلیہ محترمہ عرصہ سے بیمار ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ اس کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں۔

محمد رفیع، کلرک دفتر خدام الدین لاہور

ایمان — توحید — اور سنّت
کفر — شرک — بدعت

صباح الرحمٰن
لدھیانوی
شیخوپورہ

قرآن کے راستہ میں سب سے بڑی تین رکاوٹیں ہیں۔
کفر، شرک اور بدعت۔

ایمان کے مقابلہ میں کفر، توحید کے مقابلہ میں شرک اور سنّت کے مقابلہ میں بدعت، کفر شرک کا بیٹا ہے اور بدعت شرک کی بیٹی ہے۔ یہ تینوں مل کر انسانوں کو خدا کا باغی اور انسانوں کا غلام بناتے ہیں۔ یہ تینوں ایسے خطرناک اور زبردست جراثیم ہیں کہ جو لوگ اللہ کی کتابوں اور نبیوں کو مان لیتے ہیں۔ ان میں بھی اسلام کا لباس اوڑھ کر آجاتے ہیں۔ اور نام نہاد مسلمانوں کو گمراہ کر دیتے ہیں۔ حالانکہ جہاں اللہ کی کتاب ہو، وہاں ان تینوں کا کیا کام؟ اللہ کی کتاب آئی ہی اس لئے ہے کہ ان کی سرکوبی کرے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلے قرآن اس حقیقت پر ایمان لانے کو کہتا ہے۔

تبیانا لکل شیئٍ۔ سورہ نحل ۱۶ آیت ۸۹۔

ترجمہ: قرآن میں تمام چیزوں کا بیان ہے۔ یعنی قرآن ایسی جامع اور اکمل کتاب ہے جو الہامی ہے۔ اس میں تمام انسانی ضرورتوں اور حالتوں کا بیان ہے۔ یعنی وہ انسانوں کی پوری زندگی کا طریق، تمام زمانوں میں انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا راستہ بتلاتی ہے۔ قرآن پر ایمان لانے والے کسی زمانہ اور کسی حالت میں بھی اس امر کے محتاج نہیں کہ وہ انسانوں کے وضع کردہ بیہودگیوں اور بتلائے راستوں پر چلیں۔ جو لوگ اس طرح قرآن پاک کو مان لیں تو پھر ان سے قرآن کہتا ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا ۔۔۔۔۔۔ اِخْوَانًا۔ سورہ آل عمران ۳ آیت ۱۰۳

ترجمہ: تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑ لو۔ اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو اور اللہ کی نعمت یاد کرو جو تم پر ہے۔ جب کہ تم آپس میں دشمن تھے۔ اس نے محض اپنے فضل سے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تمہیں بھائی بھائی بنا دیا۔

قرآن کہتا ہے کہ تمہاری محبّت و الفت اس طرح قائم رہ سکتی ہے کہ تم اقامتِ دین کے مقصد کو اپنے سامنے رکھو۔ جماعتی زندگی بسر کرو۔ آپس میں بدظنی نہ کرو، کسی کے عیب تلاش نہ کرو، کسی کی غیبت نہ کرو، ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، سُنی سنائی باتوں کے پیچھے نہ لگو، سب کے حقوق ادا کرو، سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور سب مل کر بھائی بھائی بن جاؤ۔ الغرض قرآن حکیم نفاق، افتراق، اختلاف اور تحاسد و تباغض کے تمام دروازے بند کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کو اُمّتِ واحدہ بناتا ہے کہ وہ سب ایک خدا، ایک نبی، ایک قرآن، ایک قبلہ، ایک نصب العین اور ایک نظام پر عامل ہو جائیں۔

تمام افرادِ اُمّت کو حکم ہے کہ اپنے عقائد و اعمال، عادات و خصائل، جذبات و احساسات اور تمام حرکات و سکنات کو قرآنی احکام و ہدایات کے مطابق بنالیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دنیا کے بدبخت مسلمان جو فرقوں، جماعتوں اور حلقوں میں بٹ کر تین تیرہ ہو گئے ہیں۔ سچے دل کے ساتھ اپنے تمام عقائد و اعمال کو قرآن کے مطابق بنالیں تو ان کے تمام مذہبی، سیاسی اختلافات ختم ہو جائیں۔ اللہ کا شکر کرو کہ اس نے اپنے فضل و احسان سے مومنین، تابعین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر و معصیت کی نفرت ڈال دی جس سے وہ ایسی بیہودگی کے پاس بھی نہیں جا سکتے۔ جس مجمع میں اللہ کا رسولؐ جلوہ افروز ہو، وہاں کسی کی رائے اور خواہش کی پیروی کہاں ہو سکتی ہے۔ آج گو حضورؐ ہمارے درمیان موجود نہیں مگر حضورؐ کی تعلیم اور آپؐ کے وارث اور نائب یقیناً موجود ہیں اور ہمیشہ موجود رہیں گے۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْکُمْ ۔۔۔۔۔۔ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ۔ سورہ الحجرات ۴۹ آیت ۸

ترجمہ: اور جان لو، تم میں اللہ کا رسولؐ ہے۔ اگر وہ تمہاری بات

مان لیا کرے تو تم پر مشکل پڑے۔ لیکن تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی اور تمہارے دلوں میں اس کو کھبا دیا اور تمہارے دل میں کفر اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی۔ وہی لوگ نیک راہ پر ہیں۔

قرآن پاک اس طرح مسلمانوں کو اُمّتِ مسلمہ بنا کر حکم دیتا ہے۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ ...... مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ - سورہ اعراف ۸ آیت ۳

ترجمہ:۔ صرف اس چیز کی پیروی کرو جو تم پر نازل کی گئی ہے۔ اللہ کے سوا کسی کی پیروی نہ کرو۔ یعنی اپنے نظامِ فکر، نظامِ اخلاق، نظامِ سیاست اور نظامِ تمدن، کسی چیز میں بھی دنیا کے کسی طرزِ خیال اور مسلک کی پیروی نہ کرو۔ جس چیز کی جب بھی ضرورت ہو، صرف قرآن سے لو۔ غیر اسلامی تخیلات اور افکار کو اپنے نزدیک بھٹکنے نہ دو۔

اے نبی! ہم نے آپ کی طرف کتاب برحق نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان اس روشنی کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تم کو دکھائی ہے۔ وَاَنِ احْكُمْ ...... اَهْوَآءَهُمْ۔ سورہ مائدہ ۶ آیت ۴۹

مطلب یہ ہے قرآن خود ایک نظامِ زندگی دیتا ہے۔ جس میں عقائد، اخلاق اور عبادت کے ساتھ انفرادی طرزِ عمل اور اجتماعی زندگی کے متعلق احکام و قوانین ہیں وہ اپنے پورے نظام کی طرف مسلمانوں کو بلاتا ہے۔ اس دعویٰ کے ساتھ کہ یہ نظام حق ہے۔ اور اسی میں انسان کی فلاح و نجات ہے۔ باقی دنیا کے تمام نظاموں، قوانین اور عدالتوں کو وہ باطل ٹھہراتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے نظام پر سر دھڑ کی بازی لگائیں اور دوسرے نظامات سے بے تعلق ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں جہاد فی سبیل اللہ کی تاکید ہے۔ یاد رہے کہ قرآن جہاں مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کے قانون کو جاری رکھیں۔ ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اگر تم قوتِ تنفیذیہ سے محروم ہو تو پھر یہ نہ کرو کہ کافروں اور مشرکوں ہی سے مدد لو۔ یہ قوت اس طرح حاصل ہوگی کہ نماز، زکوٰۃ، صبر اور تقویٰ کے احکام پر عمل کرو۔ اپنے اندر قرآنی ہدایات کے مطابق خلافتِ ارضی کی صلاحیت پیدا کرو اور جن عیوب و نقائص کی وجہ سے تم اس بلند منصب سے گرے ہو ان کو اپنی زندگی سے دور کرو۔

یہود و نصاریٰ کے اعمال و افکار کی پیروی نہ کرو

قرآن نے ہمیں یہود اور نصاریٰ کی پیروی سے منع فرمایا ہے۔

"اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ وہ ہرگز تم سے راضی نہ ہوں گے۔ جب تک تم ان کی ملّت کی پیروی نہ کرو۔ کہہ دیجئے کہ ہدایت تو صرف اللہ ہی کی ہدایت ہے۔ اگر علم ہو جانے کے بعد بھی تو ان کی خواہشات کی پیروی کرے گا۔ تو تیرے لئے اللہ سے بہتر کوئی کارساز اور مددگار نہیں۔" سورہ بقرہ ۲ آیت ۱۲۰

مومن اور کافر کی زندگی کا انجام

قیامت کے دن سب سے زیادہ خسارہ میں وہ لوگ ہوں گے جن کی ساری دوڑ دھوپ دنیا کے لئے تھی۔ آخرت کا کبھی خیال نہ آیا۔ محض دنیا کی ترقیات اور مادی کامیابیوں کو بڑی معراج سمجھتے رہے۔

دنیوی زندگی میں جو کام انہوں نے اپنے نزدیک اچھے سمجھ کر کئے، خواہ واقعے میں اچھے تھے یا نہیں وہ سب کفر کی نحوست سے وہاں بیکار ثابت ہوئے اور تمام محنت برباد گئی۔ کافروں نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو مانا اور نہ خیال کیا کہ کبھی اس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔ کافر کی نیکیاں مردہ ہیں۔ اس ابدی زندگی میں کسی کام کی نہیں اب محض کفر و سیئات رہ گئیں۔ سو ایک پلہ کیا تُلے؟ تولنا تو موازنہ کے لئے تھا۔ موازنہ متقابل چیزوں میں ہوتا ہے۔ جہاں سیئہ کے مقابلہ میں حسنہ کا وجود ہی نہیں پھر تولنے کا کیا مطلب؟

اس کے برعکس ایمانداروں اور صالحین کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ ان کے واسطے جنت الفردوس تیار کی گئی ہے۔ مہمانی کے لئے ٹھنڈی چھاؤں کے باغات ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ایسے محلات میں رہیں گے، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ عیش کی زندگی بسر کریں گے۔ لذیذ پھل اور ثمرات کھانے کو ملیں گی۔ پینے کے لئے چشمے جاری ہوں گے۔ اور ریشم کے کپڑے اور سونے کے کنگن، حوریں وغیرہ ذالک۔

توحید

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ...... لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ٥ سورہ لقمان ۳۱ آیت ۱۳۔

ترجمہ:۔ اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے۔ اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالقِ مختار کا درجہ دیا جائے اور اس سے زیادہ حماقت اور ظلم اپنی جان پر کیا ہوگا۔ کہ اشرف المخلوقات ہو کر خسیس ترین اشیاء کے آگے سرِ عبودیت کو خم کر دے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ ۔ سورہ بنی اسرائیل پ۱۵ آیت ۲۳

ترجمہ :۔ اور تیرا رب حکم کر چکا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو ۔

لا تجعل مع اللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مخذولا ۔ آیت ۲۲

ترجمہ اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم مت ٹھہراؤ پھر بیٹھ رہے گا ۔ الزام کھا کر ۔ بیکس ہو کر ۔

شرک ایسی ظاہر البطلان چیز ہے جس کے اختیار کرنے پہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بلکہ دنیا کے ہر عقلمند کے نزدیک تم مذموم اور ملزم ٹھہرو گے ۔ چنانچہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ جن مذاہب میں شرک کی صریح تعلیم تھی وہ بھی دانشمندوں کی سوسائٹی میں جگہ حاصل کرنے کے لئے اپنی ترمیم و اصلاح کر کے آہستہ آہستہ توحید کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں ۔ ہر عاقل یہ محسوس کرنے لگا ہے کہ اشرف المخلوقات انسان کے لئے یہ چیز سخت ذلت اور رسوائی کا سبب ہے کہ اپنے سے کمتر یا کسی عاجز مخلوق کے سامنے سر بسجود ہو جائے خصوصاً ان چیزوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرے ۔ جو خود اسی کی تراشی ہوئی ہیں ۔ جو آدمی خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ کے سامنے جھکتا ہے خدائے بے نیاز حقیقی نصرت و برکت کا دروازہ بند کر کے کمزوری اور بیکسی کی حالت میں چھوڑ دیتا ہے ۔ چنانچہ سخت کٹھن وقت میں جب کہ اسے اعانت اور امداد کی سخت ضرورت ہوتی ہے کوئی یار و مددگار نہ بنے گا ۔ ضعف الطالب والمطلوب ۔

اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے اور ہر ایک نے یہی نعرہ لگایا ۔ یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ ۔ سورہ اعراف پ۸ آیت ۵۹

اے میری قوم ! اللہ کی بندگی کرو ۔ اس کے سوا تیرا کوئی معبود نہیں ۔ اساسی اصول کے اعتبار سے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم مشترک ہے ۔ کہا جا سکتا ہے کہ تمام انسان نبی کے مخاطب ہوتے ہیں ۔ مثلاً توحید اور اقرار معاد کی تعلیم پر سارے پیغمبر متفق اللسان ہیں تو ایسی چیزوں کی تکذیب کرنا فی الحقیقت تمام انبیاء کی تکذیب ہے ۔

حضرت آدمؑ کے بعد دس قرن گذر گئے کہ ساری اولادِ آدم کلمۂ توحید پر قائم تھی ۔ بت پرستی کی ابتداء حضرت ابن عباسؓ کے بیان کے موافق حضرت نوحؑ کے زمانے میں شروع ہوئی ۔ اس زمانے کے بعض صالحین کی تصویریں بنا لی گئیں تاکہ ان کے احوال عبادات وغیرہ کی یاد تازہ رہے ۔ کچھ مدت کے بعد ان صورتوں کے موافق مجسمے تیار کر لئے ۔ اس طرح بت پرستی کی ۔ پھیل گئی ۔

حضرت نوحؑ نے ساڑھے نو سو برس تک توحید و تقویٰ کی طرف بلایا اور دنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرایا ۔ مگر وہ نہ مانے ۔ آخر طوفان کے عذاب نے سب کو گھیر لیا ۔

تمام قرآن مسئلہ توحید سے بھرا پڑا ہے ۔ کوئی سورۃ اور سپارہ ایسا نہیں ہے جس میں توحید کا ذکر نہ ہو اور اس کی فضیلت نہ بیان کی گئی ہو اور اس کے ساتھ ہی شرک کی قباحت کا ذکر ہے ۔

اللہ کے سوائے کوئی ہستی نہیں جو خلق و تدبیر کر سکے ۔ یا کسی چیز کا مستقل اختیار رکھے ۔ تو اس کی الوہیت و معبودیت میں وہ کس طرح شریک ہو جائے گی ۔ بیسویں پارہ کے شروع ہی میں حق تعالیٰ کی قدرتِ تامہ اور رحمتِ عامہ اور الوہیت کاملہ کا بیان ہے جب وہ ان صفات اور شئون میں منفرد ہے تو الوہیت اور معبودیت میں بھی منفرد ہونا چاہیئے ۔ اسی واسطے تعلیم دی گئی کہ ۔

ایاک نعبدو و ایاک نستعین ۔

اے اللہ ! ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ۔

موحد اور مشرک ہرگز برابر نہیں ہو سکتے ۔ کیا بینا اور اندھا برابر ہو سکتا ہے ؟ مومن کے لئے اللہ نے جنت تیار کی ہے اور کافر کے لئے دوزخ اور مشرک کے لئے دوزخ کا سب سے نیچا طبقہ ہے مشرک کے لئے جنت حرام ہے ۔ انّ التوحید راس الطاعات ۔ بے شک توحید تمام عبادتوں کا سرچشمہ ہے ۔ ایمان جڑ کی طرح ہے اور اعمال اس کے پھول اور پھل ہیں ۔ ایمان شجر طیبہ ہے ۔ اور کفر شجر خبیثہ ہے ۔

سنّت و بدعت

علیکم بالسنۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فقد ضلّ وغویٰ

ترجمہ :۔ اور تم پر سنت کا اختیار کرنا لازم ہے ۔ بے شک سنت اطاعت کی راہ بتلاتی ہے ۔ جس کسی نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی ۔ پس بے شک وہ درست ہو گیا اور اس نے ہدایت پائی ۔ اور تم بدعت سے بچو ۔ بے شک بدعت گناہ کا راستہ بتلاتی ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ بھٹک جائے گا اور گمراہ ہو گا ۔ من اطاع الرسول فقد اطاع اللہ ۔ جس کسی نے رسولؐ کا کہنا مانا اس نے اللہ کا کہنا مانا ۔ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ۔ اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو ۔ جس کسی نے ایک مردہ سنت کو زندہ

(باقی ص ۲۴ پر)

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میٹھے بول

ترجمہ زاہد الراشدی

قرآن پڑھو

تمام[؟] سند حسن کے ساتھ حضرت ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن پاک پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالےٰ اس دل کو سزا نہیں دیں گے جس نے قرآن پاک کی حفاظت کی۔

جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں

بخاری[رح] تاریخ میں سند حسن کے ساتھ حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے اچھا عمل فی سبیل اللہ جہاد ہے اور اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔

مالداروں کے پاس کم جاؤ

حاکم اور بیہقی[رح] حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مالداروں کے پاس کم جایا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر سمجھنے لگو۔

صفیں سیدھی رکھو

ابو داؤد[رح] حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (نماز میں) اپنی صفیں سیدھی رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے سے پھیر دیں گے۔

موت کا ذکر

ترمذی[رح]، نسائی[رح]، ابن ماجہ[رح]، اور ابو نعیم[رح] حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حاکم[رح] اور بیہقی[رح] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی[رح] ابو نعیم[رح] اور بیہقی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لذّتوں کو ختم کرنے والی موت کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔

انصاف کرو

طبرانی[رح] حضرت ابو امامہ باھلی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم مجھے پانچ[۵] چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنّت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) وراثت کی تقسیم میں ناانصافی نہ کرو۔ (۲) لوگوں کو اپنی طرف سے انصاف دو۔ (۳) دشمن کے مقابلہ میں بزدلی نہ دکھاؤ۔ (۴) مال غنیمت میں خیانت نہ کرو۔ (۵) ظالم و مظلوم کے درمیان عدل کرو۔

صحابہ رض کا احترام

طبرانی[رح] حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر امیر کی اطاعت کرو۔ ہر امام کے پیچھے نماز پڑھو اور میرے کسی صحابی رض کی گستاخی نہ کرو۔

روٹی کا احترام

حاکم[رح] اور بیہقی[رح] حضرت امّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روٹی کا احترام کرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

گھروں میں نماز

حاکم[رح] سند صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے گھروں میں کچھ نمازیں (سنن و نوافل وغیرہ) پڑھا کرو۔ اور انہیں قبرستان نہ بناؤ۔

چھ چیزوں کی ضمانت

طبرانی[رح] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تم چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) امانت (۴) شرمگاہ (۵) پیٹ (۶) زبان۔

صحابہؓ کی گستاخی

ترمذیؒ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ سے ڈرو میرے صحابہؓ کے بارے میں ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنانا پس جس نے میرے صحابہؓ سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بغض رکھا۔ اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ان سے بغض کیا۔ جس نے میرے صحابہؓ کو دکھ دیا اس نے مجھے دکھ دیا جس نے مجھے دکھ دیا اس نے اللہ تعالیٰ کو دکھ دیا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پکڑ لیں گے۔

قاضی اور شیطان

ترمذیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ رہتے ہیں۔ جب تک وہ ناانصافی نہ کرے اور جب وہ ناانصافی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے الگ ہو جاتے ہیں اور شیطان اس کے ساتھ تنہا رہ جاتا ہے۔

گناہ پر رونا

ترمذیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو اور اپنے گھر کو اپنے لئے کشادہ سمجھو اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

بدعتی کی توبہ

طبرانیؒ اور بیہقیؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

مساجد کی بے آبادی

ابن عساکرؒ سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب زمین والوں پر آسمان سے عذاب نازل کرنا چاہتے ہیں، تو ان کے دلوں کو مسجدوں کی آبادی سے پھیر دیتے ہیں۔

دل کا کھٹکا

بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ اور ابوداؤدؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری امت میں دل کے خیال کو درگزر فرما دیا ہے۔ جب کہ زبان سے گناہ کا ارادہ ظاہر نہ کرے یا عملاً ارتکاب نہ کرے۔

غسل اور پردہ

احمدؒ، ابوداؤدؒ اور نسائیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ باحیا اور پردہ پوش ہیں اور حیا اور پردہ کو پسند کرتے ہیں۔ پس جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ کرے۔

عورتوں کی غیرت

طبرانیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے غیرت عورتوں پر فرض کی ہے۔ اور جہاد مردوں پر فرض کیا ہے۔ پس عورتوں میں سے جس نے صبر کیا (اور اپنی عصمت بچائے رکھی) اس کے لئے شہید جتنا ثواب ہے

حرام سے علاج

طبرانیؒ سند صحیح کے ساتھ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں تمہارے لئے شفا نہیں رکھی جو اس نے تم پر حرام کی ہیں۔

برائی سے نفرت

احمدؒ ابن ماجہؒ اور ابن حبانؒ سند حسن کے ساتھ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے سے ہر معاملہ میں سوال کریں گے۔ حتیٰ کہ یہ بھی پوچھیں گے کہ جب تمہارے سامنے میرے احکام کی نافرمانی ہوتی تھی تو تمہیں اس کی مخالفت سے کس نے روکا تھا؟ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی اسے دلیل القا کریں گے اور وہ کہے گا یا اللہ میں نے تجھ سے رحمت کی امید رکھی اور لوگوں سے الگ رہا۔

ظالم کی رسی دراز

بخاریؒ مسلمؒ ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ظالم کو ڈھیل دیتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب اسے پکڑنے پہ آتے ہیں تو اچانک پکڑ لیتے ہیں۔

آخرت سے جاہل

حاکمؒ سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ہر اس شخص سے نفرت کرتے ہیں جو دنیاداری کے معاملات تو جانتا ہے۔ لیکن آخرت کے معاملے سے بے خبر رہے۔

ہر معاملہ میں نرمی

بخاریؒ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں۔

غیرت مند انسان

طبرانیؒ سند صحیح کے ساتھ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اپنے غیرت مند بندوں کو پسند کرتے ہیں۔

صاحبِ عیال

ابن ماجہؒ سند حسن کے ساتھ حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ مومن فقیر پاک دامن صاحبِ عیال شخص کو پسند کرتے ہیں۔

تفرقہ نہ ڈالو

مسلمؒ اور احمدؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تین چیزوں کو پسند کرتے (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) سارے مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ نہ ڈالو (۳) جسے اللہ تعالیٰ تم پر امیر مقرر فرمائیں اس کی مخلصانہ اطاعت کرو۔ اور اللہ تعالیٰ تین چیزوں کو تمہارے لئے ناپسند کرتے ہیں۔ (۱) احکام کی پیروی میں قیل و قال (۲) کثرت سوال اور (۳) مال کا ضائع کرنا۔

ظلم کرنے والے

مسلمؒ احمدؒ اور ابوداؤدؒ حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو قیامت کے دن سخت سزائیں دیں گے جو دنیا میں لوگوں کو بے جا سزائیں دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شرکت

ابوداؤدؒ اور حاکمؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں کاروبار میں شریک دو افراد کے ساتھ تیسرا ہوتا ہوں جب تک ان میں سے کوئی اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ خیانت نہ کرے۔ پس جب وہ خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔

آنکھوں کا بدلہ

ترمذیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب میں اپنے کسی بندے کی دونوں آنکھیں دنیا میں لے لیتا ہوں تو اس کا بدلہ میرے پاس صرف جنت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تقسیم

طیالسیؒ اور احمدؒ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اپنے ساتھ شریک کئے جانے والے کے ساتھ بہترین تقسیم کرنے والا ہوں۔ جس شخص نے میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس کے سارے اعمال اسی کے لئے ہیں، جسے اس نے میرے ساتھ شریک ٹھہرایا ہے۔ اور میں ان اعمال سے بے نیاز ہوں۔

ماں باپ کی قسم

بخاریؒ مسلمؒ ترمذیؒ ابوداؤدؒ اور احمدؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ماں باپ کی قسم کھانے سے منع کیا ہے۔

تصویر والا گھر

بخاریؒ اور مسلمؒ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس گھر میں تصویریں ہوں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

ران کا پردہ

حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ جرھد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ران پردہ میں شامل ہے۔

پردہ شرم و حیا نہیں

پردہ سماجی لعنت ہے؟

جب سے وزیر اعظم نے بلوچستان میں "عورتوں کو چلمن سے باہر نکالا" اس وقت سے بے کراں تک اکثر اعوان و انصار برابر "پردہ" کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ غیرت و عزت کا نشان اور خدا و رسول کا یہ حکم "پردہ" معاشرہ سے بالکل ختم ہو جائے!

اسی طرح کی ایک کوشش کراچی کے ایک سینیٹر کمال اظفر صاحب نے کی۔ جس پر ہفت روزہ صحیفہ اہل حدیث کراچی نے اپنے اداریہ کالموں میں اظہار خیال کیا ہے۔ یکم ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ کی اشاعت میں شائع شدہ یہ اداریہ من و عن نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

معزز قارئین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد:

بعض مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو غیر مسلموں، کافروں، خدا و رسول کے منکروں کی نام نہاد ترقی نے ایسا مرعوب اور احساس باختہ کر دیا ہے کہ انہیں اپنی جنم بھومی، اپنی پیدائش گاہ اور اپنا وہ اسلامی ماحول بھی یاد نہیں رہا جہاں انہوں نے آنکھ کھولی، ہوش سنبھالا اور پلے بڑھے، ورنہ کیا آپ ایسے مسلمان سے جس نے صدقِ دل سے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا ہو۔ اس کے رگ و ریشہ میں خدا و رسول کی محبت موجزن ہو، اسلام اس کے روئیں روئیں میں سرایت کر چکا ہو اور اس کے لئے اسلام ہی سب کچھ ہو۔ یہ امید کر سکتے ہیں کہ وہ کافروں کی ترقی کے علی الرغم عنوان میں مذکور الفاظ کہہ سکتا ہے؟

یہ صاحب جن کے یہ الفاظ ہیں اسلام سے وابستہ ہیں مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بظاہر اسلام کے ایک ایک حرف سے واقف ہیں۔ دنیا کا علم رکھتے ہیں۔ دنیا کے نشیب و فراز سے واقف ہیں۔ انہوں نے دنیا دیکھی ہوئی ہے اور پھر ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ نہ صرف ایک پارٹی کے صدر ہیں بلکہ پاکستان کے سب سے بڑے ادارے کے سینیٹر بھی ہیں۔ ان کے پورے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

پاکستانی خواتین استحصال سے نجات حاصل کرنے کی کوششوں میں مردوں کی پشت پناہی پر ہیں اور مردوں کی طرح مختلف طبقات میں بٹی ہوئی ہیں۔ اگر لڑکیوں کی صرف ایک نسل تعلیم یافتہ ہو جائے تو ملک سے جہالت کی لعنت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ کوئی ماں یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اس کی اولاد جاہل رہے جبکہ وہ خود لکھنا پڑھنا جانتی ہو۔ آج ہر پاکستانی عورت یہ عہد کرے کہ وہ دو ان پڑھ عورتوں کو لکھنا پڑھنا سکھلائے گی تو بڑا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ چین کی طرح ہمارے ہاں بھی بچوں کی نگہداشت کے مرکز ہونے چاہئیں۔ پردہ شرم و حیا نہیں اور نہ ہی موجودہ شکل میں اسلامی ہے۔ پردہ ایک سماجی لعنت ہے اسے ۱۹۸۰ء تک ختم ہونا چاہیئے الخ

روزنامہ امن کراچی۔ مجریہ ۲۶ / اکتوبر ۷۶ء

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے یہ محترم سینیٹر صاحب مسلم خاندان میں پیدا ہوئے ہیں اور خود بھی اسلام کے ان ٹوٹ رشتہ سے منسلک ہیں اور ان کا دعویٰ بھی ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے اور پھر یہ بخوبی جانتے ہیں کہ واقعی اسلام سے پہلے خواتین کا استحصال کیا جا رہا تھا۔ یہ ظلم و تشدد کے پہاڑ تلے دبی ہوئی

گراں بہی تھیں۔ وحشت و بربریت ان کا مقسوم بن چکی تھی۔ ان کو جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا تھا ان کو مردوں کے معاملات میں کسی قسم کے بولنے کا حق نہ تھا۔ یہ محض ایک عیاشی کا آلہ بنی ہوئی تھیں۔ اسلام نے آکر ان کے حقوق متعین کئے، ان کو درندگی و غلامی کے جہنم سے نکال کر اس اعلیٰ مقام پر پہنچایا جہاں وہ اس سے قبل نہیں پہنچ سکی تھیں ایسی صورت میں اگر کوئی اسلامی حقوق نسواں سے آنکھیں بند کر کے اپنی کوئی ذاتی رائے پیش کرے تو یہ اسلام کے خلاف جسارت ہوگی اور اسے کوئی بھی وہ شخص قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا جس نے صدقِ دل سے اپنے آپ کو اسلام سے وابستہ کر دیا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسلام عورتوں کی تعلیم کا مخالف نہیں ہے وہ عورتوں کو تعلیم اسلامی کے زیور سے آراستہ کرنے کے ساتھ ساتھ دنیوی تعلیم کا بھی حامی ہے لیکن صرف اس حد تک جہاں تک کہ وہ ان کے امور خانہ داری و بچوں کی پرورش و تربیت میں ممد و معاون ثابت ہو۔ اگر معاملہ آگے بڑھے یعنی عورت اپنے گھر کی چار دیواری کو چھوڑ کر، دفتروں، ملوں فیکٹریوں، نجی یا سرکاری اداروں، کلبوں، ریستورانوں کی آماجگاہ بن جائے، اپنے مرد کے علاوہ ہر ہوسناک آنکھ کے لئے نظارہ دید کا روپ دھار لے اور چراغ خانہ کی بجائے چراغ محفل بن جائے تو خدا و رسولؐ ایسی تعلیم کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ یہ چیز پورے اسلامی معاشرے کے لئے مضرت رساں اور نقصان دہ ہے، اس سے حلال و حرام کی تمیز اُٹھ جاتی ہے۔ سارے کا سارا معاشرہ گندہ، غلیظ اور حرام کاروں کا ٹولہ بن کر رہ جاتا ہے۔ اور پھر یہی صورت وہ ہوتی ہے جہاں ماں کی ممتا بھری گود کو چھوڑ کر حکومت کو بچوں کی نگہداشت کے مرکز قائم کرنے پڑ جاتے ہیں۔ اور بچہ اپنے صحیح حقیقی خد و خال اور اپنی خاندانی روایات سے عاری ہو کر پروان چڑھتا ہے۔

تیسری بات کہ پردہ شرم و حیا نہیں اور نہ ہی موجودہ شکل میں اسلامی ہے۔ پردہ ایک سماجی لعنت ہے۔ ان کی درمیانی بات سے ہمیں بھی پورا پورا اتفاق ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ پردہ اب پردہ نہیں رہا بلکہ یہ ایک نمائش گاہ بن کر رہ گیا ہے کیونکہ اسلام نے جس پردہ کا حکم دیا تھا وہ عورت کی زیب و زینت کو غیروں کی نظروں سے مخفی رکھنے کے لئے تھا۔ اس پردہ سے اسلام کا مقصود یہ تھا کہ شریف و رذیل عورت میں امتیاز ہو سکے۔ ہر ہوسناک آنکھ دیکھتے ہی ... پہچان لے کہ یہ کوئی معزز خاتون جا رہی ہے اس لئے ہر مسلمہ کا فرض ہے کہ وہ گھر سے باہر نکلتے وقت نمائشی چادر یا برقعہ کو چھوڑ کر ایسی چادر یا برقعہ اوڑھے جو کہ اس کی اندرونی زیبائش کو چھپانے والا ہو۔

رہی ان کی پہلی اور آخری بات کہ پردہ شرم و حیا نہیں ہے اور یہ ایک سماجی لعنت ہے۔ اس سے نہ صرف ہمیں بلکہ ہر پاکستانی مسلمان کو ذرہ برابر بھی اتفاق نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بات عقل و خرد سے عاری جذباتیت و مغلوبیت سے مملو ہے۔ خود سوچئے اگر کل کلاں کوئی مفلوک العقل کھڑے ہو کر یہ کہے کہ انسان کے کپڑوں میں کوئی شرم و حیا نہیں اور یہ کپڑے ایک سماجی لعنت ہیں تو کیا ایک ذی شعور انسان اس کی بات پر کان دھرے گا اور اس کی یہ بات تسلیم کرنے کے لئے آمادہ ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ہر ذی ہوش اور مہذب و متمدن شخص ایسے آدمی کو عقل سے اندھا اور سوجھ بوجھ سے کورا متصور کرے گا۔

ہر لکھا پڑھا آدمی جانتا ہے کہ لفظ "عورت" کے جہاں کئی ایک معنی ہیں وہاں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عورت ہر اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس کے دکھانے اور دیکھنے سے شرم آئے"۔ چنانچہ لغت کی مشہور کتاب القاموس المحیط میں لفظ عورۃ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ كُلُّ مَكْمَنٍ لِلسَّتْرِ وَكُلُّ أَمْرٍ يُسْتَحْيَى مِنْهُ یعنی ہر چھپانے کی چیز کو اور ہر اس چیز کو عورت کہتے ہیں جسے دیکھنے اور دکھانے سے شرم آئے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ عالی ہے۔ اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ عورت چھپانے اور حیا کی چیز ہے۔ اگر وہ بغیر پردہ کے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان (لوگ) اس کو تلکتے جھانکتے ہیں (مشکوٰۃ شریف) بلکہ ایک روایت میں تو آپ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو شرم و حجاب سے عاری ہو کر غیروں کے لئے باعثِ دید بنتی ہیں چنانچہ آپؐ کا ارشاد ہے۔ لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ إِلَيْهِ۔ ایسے مرد پر خدا کی پھٹکار ہو جو غیر عورتوں کو دیکھتا ہے اور ایسی عورت پر بھی خدا کی پھٹکار ہو جو شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر اپنے آپ کو غیر مردوں کو دکھاتی پھرتی ہے (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف رکھتے تھے اور وہاں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بھی تشریف فرما تھیں اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ نابینا آدمی تھے، نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی اور یہ گھر کے اندر چلے گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے ارشاد فرمایا۔ اِحتَجِبَا مِنہُ تم دونوں ان سے پردہ کرلو۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اَلَیسَ ھُوَ اَعمٰی لَا یُبصِرُنَا۔ یہ تو نابینا آدمی ہیں ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَفَعَمیَاوَانِ اَنتُمَا اَلَستُمَا تُبصِرَانِہٖ۔ کیا تم دونوں اندھی ہو؟ کیا تم اسے نہیں دیکھ رہیں ؟ (مشکوٰۃ)

خالقِ کائنات عزاسمہٗ کا ارشاد ہے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُل لِاَزوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ المُؤمِنِینَ یُدنِینَ عَلَیھِنَّ مِن جَلَابِیبِھِنَّ ذٰلِکَ اَدنیٰ اَن یُعرَفنَ فَلَا یُؤذَینَ۔ اے نبی! آپ اپنی بیویوں، بیٹیوں اور ایمان والوں کی عورتوں سے فرما دیجئے کہ وہ (جب اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو) اپنے اوپر چادریں لٹکا لیا کریں۔ اس سے انہیں یہ فائدہ پہنچے گا کہ وہ معزز خاتون کی حیثیت سے) پہچان لی جائیں گی اور پھر انہیں کوئی (موذی آدمی) ایذا نہیں پہنچا سکے گا۔ (سورۃ الاحزاب)

خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ..... ان ارشادات کی موجودگی میں اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پردہ شرم وحیا نہیں اور یہ ایک سماجی لعنت ہے اور یہ کہہ کر اپنے ایمان و اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھے تو ہم اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں ؟ حقیقت یہ ہے کہ ان مسٹر سینیٹر صاحب نے یہ الفاظ کہہ کر بزعم خود اسلام اور مسلمانوں کے جذبات کا منہ چڑا یا ہے۔ ہم ان سے عرض کریں گے کہ وہ اگر حقیقتاً مسلمان ہیں اور ان میں اسلام کی کچھ بھی رمق باقی ہے تو وہ اپنے ان الفاظ کو واپس لیں۔ کیونکہ یہ الفاظ ایک مسلمان کو کسی بھی حالت میں زیب نہیں دیتے۔ یہ الفاظ کہہ کر خدا اور رسول کے مقابلہ پہ آنا ہے اور جو لوگ خدا اور رسول کے مقابلے پر آتے یہ سب سے بے قدرے لوگ ہوا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے۔ اِنَّ الَّذِینَ یُحَآدُّونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ کُبِتُوا کَمَا کُبِتَ الَّذِینَ مِن قَبلِھِم۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کے مقابلہ پر آتے ہیں۔ انہیں اسی طرح ذلیل و رسوا کر دیا جائے گا جس طرح ان سے پہلے کے لوگوں کو ذلیل و رسوا کیا گیا تھا ـــ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت سے نوازے آمین۔ فقط والسلام مع العز و الاحترام ؟

بقیہ : ایمان و کفر

کیا۔ اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ جو کوئی خلافِ سنّت عمل کرے گا۔ وہ ہرگز منزلِ مقصود کو نہیں پہنچے گا۔

بدعت۔ دین کے اندر نئی بات پیدا کرنا جو نبیؐ اور صحابہؓ نے نہ کی ہو۔ اس کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت سنّت کو مٹا دیتی ہے۔ بدعتی شخص قابلِ احترام نہیں ہے۔

کُلُّ بدعۃ ضلالۃ۔ ہر بدعت گمراہی ہے اور بدعت دوزخ کا راستہ بتلاتی ہے۔

اصحابی کالنجوم ..... (حدیث)

ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ پس ان میں سے جس کسی کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

مقدس اسلام پاک نے ایک ایسی پاک وصاف اور سیدھی سادی تعلیم دی تھی اور کفر و شرک اور بدعت کی ہر طرح بیخ کنی کر دی تھی کہ اگر مسلمان حقیقت شناسی اور علم و عقل سے کام لیتے تو گمراہی کے نزدیک بھی نہ بھٹکتے اور ان کی مذہبی زندگی ایسی اعلیٰ اور پاک ہوتی جس پر فرشتوں کو بھی ناز ہوتا۔ جوں جوں مذہب سے بُعد ہوتا جاتا ہے اور اسلامی روایات پر جہالت اور حماقت اور خیالی و رسمی پردے پڑتے جاتے ہیں۔ توں توں مسلمان، جہلا، رسم و رواج کے دیوتا کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ خسر الدنیا و الآخرہ کا مصداق بن جاتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

توجہ فرمائیں

حضرت لاہوری قدس سرہٗ کی کوئی تقریر کسی کے پاس ٹیپ شدہ موجود ہو تو اطلاع فرمائیں کرم ہوگا۔

(مدیر خدام الدین)

اہلِ سنّت اور نظریۂ امامت

از قلم مولانا محمد اسحٰق صاحب صدیقی استاذ مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد :- تاثیر صحبت ایک بدیہی حقیقت ہے اور جب مختلف مذاہب کی پیروی کرنے والی جماعتوں کے درمیان میل جول ہوتا ہے تو اسی اصول کے تحت ایک جماعت دوسری جماعت کی طرف اپنے افکار وعادات منتقل کرتی ہے اور اس کے خیالات و اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے تاثیر و تاثر کا یہ عمل غیر شعوری طور پر دونوں طرف سے ہوتا ہے مگر جس جماعت کی قوتِ مقابلہ قوی تر ہوتی ہے وہ دوسروں سے متاثر نہیں ہوتی پھر اگر اس کی تاثیر بھی نسبتاً زیادہ قوی ہو تو وہ دوسری جماعت کو متاثر بھی کرتی ہے ورنہ صرف اپنے سرمائے کو محفوظ رکھتی ہے قوت مقابلہ اور قوت تاثیر کی کمی بیشی کے قوانین و اصول کیا ہیں۔ اس سے یہاں بحث نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ چیز مجھے اصل موضوع بحث سے دور کر دے گی۔ یہاں تو اس قانون تاثیر و تاثر کے تذکرے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اشاعت و حفاظت دین مبین کے عظیم فرض کو انجام دینے کے لئے اسے بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ نیز یہ دکھانا ہے کہ اہل سنت والجماعت کی دینی زندگی پر اس اصول کا کیا اثر پڑا ہے ہم اس زاویئے سے نظر کریں تو یہ واقعہ نظر آئے گا کہ ہمارے سُنّی بھائیوں میں بہت سے ایسے عقائد و افکار اور اعمالُ عادات پائے جاتے ہیں جو صرف غیروں سے آئے ہیں اور مسلک اہل سنّت کے بالکل خلاف ہیں۔ کثیر تعداد کی وجہ سے اہل سنت ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور صدیوں سے مختلف اقوام اور مذہبی گروہوں سے روابط رکھتے ہیں جہاں ان میں قوت مقابلہ اور قوت تاثیر قوی رہی وہاں انہوں نے دوسروں کو متاثر کیا اور خود اغیار کے اثر سے محفوظ رہے مگر جہاں مختلف اسباب کی بنا پر ان کی یہ دونوں قوتیں کمزور ہو گئیں وہاں یہ خود متاثر ہو گئے اور غیروں کے افکار و اعمال ان میں پھیل گئے ان اسباب کا تذکرہ علیحدہ اور مستقل بحث ہے جسے یہاں چھیڑنا غیر ضروری اور باعث طوالت ہے پاکستان اور بھارت میں اکثر مقامات پر تین چار صدیوں سے یہی صورت موجود ہے یعنی عوام اہل سنت کی قوت مقابلہ اور قوت تاثیر کمزور رہی ہے جس کا اثر یہ ہوا کہ وہ دوسرے مذاہب کے پیروؤں سے متاثر ہو گئے برصغیر میں ان کا رابطہ ہندوؤں اور شیعوں کے ساتھ زیادہ رہا اور عوام کی بڑی تعداد ان دونوں کے خیالات و عادات سے متاثر ہوئی۔ ان دونوں میں نسبتاً شیعی افکار نے زیادہ جگہ حاصل کی۔ ان خلاف مسلک اہل سنت افکار میں جن کی درآمد شیعوں کی طرف سے ہوئی۔ امامت کا تصور بہت اہم ہے۔ یہ خاص شیعی عقیدہ اور مذہب ہے۔ مگر اس وقت اسّی فیصد سنیوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اگرچہ اہل سنت نے اسے کامل شیعی شکل میں تو قبول نہیں کیا مگر جس شکل میں ان میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے وہ بھی قرآن و حدیث کے خلاف اور مسلک اہل سنّت سے بہت دور ہے۔

اس مضمون کا مقصد اپنے سُنی بھائیوں کے عقائد کی اصلاح ہے شیعوں کے عقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ لیکن یہ جاننے کے لئے کہ اہل سنّت پر شیعی عقیدۂ امامت کا کیا اثر ہوا؟ لازم ہے کہ شیعوں کا عقیدہ بھی بیان کیا جائے۔

شیعی عقیدۂ امامت

شیعوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کی طرح امام کا تقرر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس پر بھی وحی نازل ہوتی ہے نبی و رسول کی طرح وہ بھی معصوم ہوتا ہے اسے تحلیل و تحریم کا بھی اختیار ہوتا ہے۔ یعنی وہ جس چیز کو چاہے حرام کر دے اور جس شے کو چاہے حلال کر دے۔ اس کی اطاعت سب پر فرض ہوتی ہے جو شخص امام کی امامت پر

ایمان نہ لائے وہ کافر خارج از اسلام ہے یہ لوگ امام کے لئے کچھ اور اوصاف و خصوصیات بھی ثابت کرتے ہیں جنہیں ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔ شیعوں کے نزدیک نبی اکرمؐ کے بعد بارہ امام ہوئے ہیں جن میں گیارہ گزر چکے ہیں اور بارھویں چھپے ہوئے ہیں قیامت کے قریب ظاہر ہوں گے ان کا لقب امام مہدی ہے۔ شیعہ جن لوگوں کو اپنا امام کہتے ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

حضرت علیؓ۔ حضرت حسنؓ۔ حضرت حسینؓ رضی اللہ عنہم یہ تینوں حضرات صحابی ہیں ان کے بعد حضرات علی بن حسینؒ (المعروف زین العابدین) باقر، جعفر صادق، موسیٰ رضا نقی، تقی، حسن عسکری۔ مہدی رحمہم اللہ و قدس اسرارہم یہ اثنا عشری شیعوں کا مذہب ہے جن کی تعداد پاکستان میں شیعوں کے دوسرے فرقوں سے زائد ہے ان میں سے بعض حضرات کے بارے میں شیعوں کے دوسرے فرقوں مثلاً اسماعیلیوں کو اختلاف ہے مگر عقیدۂ امامت ان کے سب فرقوں میں مشترک اور شیعہ مذہب کی ریڑھ کی ہڈی ہے اپنے بارہ اماموں کو شیعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا سب انبیاء و مرسلین سے افضل اور آنحضورؐ کے برابر سمجھتے ہیں۔

مذہب اہل سنّت

عرض کر چکا ہوں کہ اس مضمون میں شیعہ ہمارے مخاطب نہیں۔ اس لئے شیعی نظریۂ امامت کے ضروری تعارف کے بعد دلائل کی روشنی میں اس کی غلطیوں کو واضح کرنا ہمارے پیش نظر نہیں مگر اس نظریئے کے مقابلے میں مذہب اہل سنت کا بیان واجب و لازم ہے۔

اہل سنت کے نزدیک نظریۂ امامت از سرتاپا باطل اور ضلال مبین ہے مذہب اہل سنّت یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی کی بعثت براہ راست و بلا واسطہ من جانب اللہ نہیں ہوتی یعنی انبیاء کے سوا کسی کو براہ راست حکم یا پیغام بھیج کر اللہ تعالیٰ کسی منصب پر مقرر نہیں فرماتے اور انبیاء کے سوا انسانوں میں کسی پر وحی بھی نازل نہیں ہوتی نہ کسی پر اللہ تعالیٰ کی کتاب اترتی ہے۔ علیٰ ہذا ان کے سوا کوئی معصوم بھی نہیں ہوتا۔ تحلیل و تحریم کرتے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ بھی تعلیم و تبلیغ امر الٰہی اور اس کا بیان ہوتا ہے انبیاء کے سوا دوسرے لوگ انبیاء کے بیان کردہ احکام حلت و حرمت کی تشریح کر کے حوادث و واقعات پر انہیں منطبق کرتے ہیں۔

غیر نبی کا رتبہ خواہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ آنحضورؐ افضل العالمین ہیں آپؐ کے برابر کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح انبیاء کے سوا کسی کی اطاعت مطلق فرض نہیں ہوتی ان کے سوا کسی اور کی اطاعت اگر فرض ہوتی ہے تو انہیں کے حکم کے واسطے سے ہوتی ہے اور محدود ہوتی ہے۔ مثلاً والدین کی اطاعت فرض ہے مگر اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول نے ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے حکم الٰہی اور تعلیم رسول کے خلاف والدین کی اطاعت جائز بھی نہیں چہ جائیکہ فرض یا واجب ہو۔ شیعہ امامت کے جو معنی بیان کرتے ہیں ان معنی میں نبی اکرمؐ کے بعد ایک بھی امام نہیں ہوا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ اور بارہ امام ایک لفظ بے معنی ہے جس کے مصداق کا کوئی وجود نہیں اور نہ ہو سکتا ہے نیز یہ عقیدہ ختم نبوت کے بھی خلاف ہے۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ درحقیقت آنحضرتؐ کو خاتم النبیین نہیں سمجھتا۔

ناواقف اہل سنّت پر نظریۂ امامت کا اثر

یہ تو مذہب اہل سنّت ہے مگر شیعوں نے اپنے نظریہ امامت کا اس قدر پروپیگنڈہ کیا کہ بہت سے سنیوں کے ذہن میں بھی اسے جگہ مل گئی پوری کوشش کے باوجود یہ غلط نظریہ ان میں مقبول نہ ہوتا اگر قوت مقابلہ کی کمی کی وجہ سے خود ان کا ذہن اس بارے میں کمزور نہ ہوتا۔ دین سے جہالت و ناواقفیت، حمیت، سنیت کا فقدان بعض حکمرانوں اور حکومتوں کی بے راہ روی، راہنماؤں کی غفلت ایسی چیزیں ہیں جن کی

وجہ سے دین کے بارے میں ان کی قوت مقابلہ کمزور پڑ گئی اور ان کے ذہن نے اس غلط عقیدے کو جگہ دے دی تاہم ذرہ ایمان ان کے دل میں موجود تھا اگرچہ اس کی لو دھیمی پڑ گئی تھی مگر اتنی روشنی نے بھی ان کی کچھ نہ کچھ حفاظت کی اور انہوں نے اس نظریہ کو کامل طور پر نہیں قبول کیا۔ بلکہ ان کے ذہن نے اس میں کچھ تراش خراش کر لی ہے باوجود ترمیم و تنسیخ آج بھی جس صورت میں عقیدۂ امام بعض اہل سنت میں موجود ہے وہ سراسر غلط اور باطل ہے اس موضوع کے متعلق جو غلط خیالات و عقائد بعض اہل سنت میں پائے جاتے ہیں ان کا تذکرہ اور ان پر تبصرہ آئندہ سطروں میں کروں گا۔ اور یہی تذکرہ و تبصرہ درحقیقت اس مضمون کی جان ہے۔

غلط افکار

اس قسم کے سنّی دین سے ناواقفیت اور دوسروں سے متاثر ہونے کی ہے یہ خیال کرتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ شانہٗ نے صدیقیت یا شہادت کو ایک خاص درجہ قرار دیا ہے اسی طرح "امامت" بھی کوئی درجۂ ولایت ہے جو من جانب اللہ ملتا ہے اور جسے مقرر فرما کر اللہ تعالیٰ نے اس پر صرف مندرجہ بالا حضرات کو فائز فرمایا اور یہ منصب ان حضرات کے سوا کسی کو نہیں عطا فرمایا گیا۔ ان بارہ حضرات کو یہ لوگ ائمہ معصومین اور بارہ معصوم بھی کہتے ہیں یعنی انہیں انبیاء کی طرح معصوم سمجھتے ہیں حق یہ ہے کہ سب خیالات غلط اور باطل ہیں۔ مذہب اہل سنت میں ان کی کوئی گنجائش نہیں۔ قرآن و حدیث میں اس معنی میں امامت کا تذکرہ تک نہیں اور درجات ولایت میں "امامت" کے نام کے کسی درجہ کا نام و نشان نہیں ملتا۔

امام کے معنی مقتدا اور پیشوا کے ہیں۔ اسی لئے جس شخص کی اقتداء نماز میں کی جاتی ہے اسے امام کہتے ہیں وہ نماز میں ہمارا مقتداء ہوتا ہے اور ہم اس کے مقتدی ان کے معنی کے لحاظ سے مذکورہ بالا حضرات کو بھی امام کہنا صحیح ہے کیونکہ حضرات مذکورہ باہمی فرق مراتب کے ساتھ ہمارے مقتدا ہیں لیکن یہ کوئی ان کی خصوصیت نہیں ہے اور صرف ان بارہ حضرات کو امام کہنے کے کوئی معنی نہیں جبکہ ہمارے اماموں یعنی مقتداؤں اور پیشواؤں کی تعداد بارہ ہزار سے بھی زائد ہے۔ بلکہ لاکھوں تک پہنچی اور آئندہ بھی بکثرت امام ہوتے رہیں گے۔ ہر صحابی ہمارے بلکہ پوری امت کے امام ہیں اور ان کی تعداد ایک لاکھ سے زائد تھی ان کے بعد بھی بکثرت ائمہ ہوتے رہے مثلاً امام ابو حنیفہ جو امام اعظم کے لقب سے مشہور ہیں اور ہم احناف جن کی تقلید و اقتداء کرتے ہیں۔ امام مالک امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ یہ چار امام تو اس قدر مشہور ہیں کہ اہل سنت کا بچہ بچہ انہیں جانتا ہے اور ان کی امامت کا قائل ہے ان کے علاوہ بھی بکثرت امام ہو چکے۔ امام بخاری امام ترمذی امام مسلم رحمہم اللہ ان کثیر التعداد ائمہ کی موجودگی میں صرف ان بارہ حضرات کو امام کہنے کے کیا معنی؟ یہ بات بالکل صاف ہے کہ بارہ امام کا عقیدہ بالکل غلط اور امامت کو ان حضرات کے ساتھ مخصوص سمجھنا خیال باطل ہے ان حضرات کو معصوم کہنا بھی گمراہی ہے۔ اس شدید بے راہ روی میں عوام کا ایک بڑا طبقہ مبتلا ہے۔ یہی نہیں بلکہ علماء کو [illegible] اور عام صوفیوں کی [illegible] ایک تعداد بھی اس گمراہی میں عوام کی سطح پر نظر آتی ہے۔ اس خیال کی غلطی بالکل واضح ہے۔ مسلک اہل سنت یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی بھی معصوم نہیں۔ معصوم اسے کہتے ہیں جس سے خطا اور گناہ کا صدور ممکن ہی نہ ہو اور انبیاء کے بعد ایسا کوئی نہیں ہو سکتا اس امت میں اکثر ایسے افراد ہوئے ہیں جن سے ساری عمر کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا انسانوں میں انبیاء کے سوا کسی کو معصوم کہنا اشراک فی النبوۃ ہے کیونکہ عصمت خاصہ نبوت ہے انبیاء کی جو خصوصیات ہیں ان میں غیر نبی ان کا شریک و سہیم نہیں ہو سکتا۔ ان بارہ حضرات کو یا ان میں سے بعض کو یا ان کے سوا کسی اور کو جو نبی نہ ہو، معصوم سمجھنا خیال باطل، معصیت اور گمراہی ہے جس سے توبہ کرنا چاہیئے۔

عرض کیا جا چکا ہے کہ انسانوں میں انبیاء کے سوا کسی شخص کی بعثت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوتی اور نبی کے سوا کسی کا تقرر کسی منصب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے بلا واسطہ حکم بھیج کر نہیں

کیا جاتا۔ یہ بات اہم ہے اور اسے خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ اس سے ناواقفیت کی وجہ سے اہل سنّت کی ایک بڑی تعداد شیعی اثرات کی وجہ سے سمجھتی ہے کہ ان بارہ اماموں کا تقرر منصب امامت پر براہِ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا تھا اور انہیں امام سمجھنا ضروری ہے۔ یہ عقیدہ بھی فاسد و باطل اور مسلک اہل سنت کے خلاف ہے مندرجہ بالا اصول اور قاعدہ ملحوظ رہے تو اس قسم کے خیال باطل میں مبتلا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سنۃ اللہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ اپنے بعض مقبول بندوں کو دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بناتے ہیں اس کی ایک شکل تو عام ہے اور ایک خاص۔ عام شکل یہ ہے کہ اپنے جس بندہ سے جو کام لینا ہوتا ہے اس کے دل میں اس کا شوق و ذوق پیدا فرماکر اسے اس کی توفیق خاص عطا فرماتے ہیں۔ انہیں بندوں میں سے بعض کا مرتبہ بلند کرکے ان سے تجدید دین کا کام لیتے ہیں۔ ایسے حضرات مجدد کہلاتے ہیں۔ مگر یہ تقرر اسی عام قانون توفیق کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس کے لئے نہ کوئی فرشتہ نازل ہوتا ہے نہ کوئی پیام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور تجدید دین کی یہ توفیق بھی نبی ہی کے طفیل میں اور اس کی اتباع کی وجہ سے ہوتی ہے۔ براہِ راست بلاواسطہ نبی کا یہ منصب کسی کو نہیں ملتا۔ پھر یہ بھی ضروری نہیں کہ مجدد کو اپنے مجدد ہونے کا علم بھی ہو۔ لیبا اوقات اسے عمر بھر اپنے مجدد ہونے کا علم نہیں ہوتا دوسرے صاحبان علم و دانش۔ آثار و قرائن یا کشف کی بنا پر اسے مجدد سمجھنے لگتے ہیں کسی کو مجدد تسلیم کر لینا شرعاً کسی پر واجب بھی نہیں۔ اگر کسی مجدد کو کوئی شخص مجدد تسلیم نہ کرے تو اس کی وجہ سے نہ گنہگار ہوگا نہ اسے گمراہ کہا جا سکتا ہے۔ بعض مجددین کو اپنے مجدد ہونے کا علم بھی ہو جاتا ہے مگر وہ بھی آثار و قرائن یا کشف کی بنا پر اور باوجود اس کے اگر وہ خود کو مجدد نہ سمجھے یا اس میں شک کرلے تو اسے ذرہ برابر بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ شرعاً اس پر واجب نہیں کہ خود کو مجدد سمجھے یا کہے۔ اگر کسی مصلحت سے وہ اس کا اظہار کرے تو یہ بھی جائز ہے مگر شرعی واجب نہیں۔

شکل خاص یہ ہے کہ اس کی بعثت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہو اور اس کا اظہار اس طرح فرمایا گیا ہو کہ اس بعثت کا یقین ہو جائے اس کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ بعثت منجانب اللہ بلاواسطہ اور براہِ راست حکم الٰہی سے ہوئی ہو اور اس بعثت کا یقین کرنا خود مبعوث اور دوسروں پر فرض ہو۔ یہ درجہ نبوت ہے۔ ہر نبی کو اپنی نبوت پر ایمان لانا اور اس کا یقین کرنا لازم ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسروں پر بھی فرض ہے کہ اس کی نبوت پر ایمان لائیں۔ ہمارے نبی کریم خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد اس کا دروازہ بند ہو چکا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بعثت منجانب اللہ بواسطہ نبی ہو جیسے حضرت طالوت رضؓ کو ملک بنایا گیا تھا یا جیسے سارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی بعثت جہاد وغیرہ مختلف کاموں کے لئے فرمائی اور مختلف مناصب و خدمات دینیہ پر ان کا تقرر فرمایا۔ چونکہ انبیاء کے سب دینی کام حکم الٰہی سے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان حضرات کا تقرر بھی منجانب اللہ بواسطہ نبی سمجھا جائے گا۔ نبی اکرم کی وفات کے بعد اس کا دروازہ بھی بند ہو گیا۔

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا کہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کی جانب سے بلاواسطہ نبی کے سوا کبھی کسی کی بعثت نہیں ہوتی اور نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو چکا۔ جو شخص ائمہ اثنا عشریہ یا کسی اور کے متعلق یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے براہِ راست اسے مبعوث فرمایا وہ ختم نبوت کا منکر اور سخت گمراہ ہے۔ خواہ خود آنحضور کی زبانِ مبارک میں اس بعثت کا قائل ہو یا آنحضور کی وفات کے بعد اس طرح یہ بات بھی روشن ہو گئی کہ محمد رسول اللہ کی وفات کے بعد آنحضور کے واسطے سے کسی کی بعثت ہونا بالکل غیر ممکن ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ آنحضور نے کسی کو امام بمعنی مذکور نہیں بنایا۔ بلکہ امام کا لفظ بھی اس معنی میں کبھی نہیں استعمال فرمایا یہ معنی تو بعض لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں قرآن و حدیث میں ان کا کہیں نام و نشان بھی نہیں اسی طرح آنحضورؐ

ہے کسی امام کی پیشین گوئی بھی نہیں فرمائی۔

ان واضح حقیقتوں پر نظر کرنے کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ "امامت" کا خیال بالکل بے بنیاد اور باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے "امامت" کا کوئی منصب نہیں مقرر فرمایا۔ نبی اکرمؐ نے اس خیالی منصب کی طرف اشارہ تک نہ فرمایا پھر اس خیال کی بنیاد کیا ہے۔ یہ صرف تلقینِ اغیار کا نتیجہ ہے اور مذہب اہل سنت کے بالکل خلاف ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی قابلِ توجہ اور اہم ہے کہ بزرگانِ دین سے عقیدت کے ساتھ فرقِ مراتب ملحوظ رکھنا بھی لازم ہے۔ ان بارہ حضرات میں سے حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم تو صحابیت کے درجہ پر فائز ہیں۔ ان کے رتبہ عالی کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ ان تینوں حضرات میں بھی درجات و مراتب کے لحاظ سے باہم بہت فرق ہے۔ مگر رتبہ صحابیت سب میں مشترک ہے اور ان کے باہمی فرق مراتب کی بحث یہاں غیر ضروری اور غیر مقصود ہے۔ مگر ان کے علاوہ ان میں سے جو حضرات صحابی نہیں ہیں۔ مثلاً حضرت زین العابدین یا حضرت جعفر صادق۔ ان کے بارے میں بھی عوام اہل سنت کا ایک بڑا طبقہ بلکہ خواص کا ایک گروہ بھی غلو میں مبتلا ہے۔ یہ لوگ ان حضرات کو صحابہ کرام سے بھی افضل یا کم از کم ان کے برابر سمجھتے ہیں یہ غلط خیال بھی شیعوں کا اثر ہے۔ حق یہ ہے کہ رتبہ صحابیت بہت اونچا ہے ان حضرات کا رتبہ بھی بلند ہے اور یہ بھی اپنے زمانہ کے اولیاء کاملین میں سے تھے۔ لیکن ان میں سے کوئی کسی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کے برابر بھی نہ تھا۔ اور نہ ہو سکتا تھا۔ نبی اکرمؐ کی زیارت سے آنحضور کے طفیل ایک لمحہ میں جو درجہ ولایت حاصل ہوتا تھا وہ ہزار برس کی ریاضت و مجاہدات سے بھی نہیں حاصل ہو سکتا۔ جسے آنحضور کی مصاحبت نصیب نہ ہوئی اسے صحابیت کے درجہ عالی تک کسی طرح بھی رسائی نہیں ہو سکتی۔ ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کا رتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس سے بدرجہا بلند و برتر ہے۔ رہا فضیلت نسب۔ تو وہ ایک فضیلت جزئی ہے۔ جسے قرب بارگاہ الٰہی میں کوئی دخل نہیں۔ اصل فضیلت جسے فضیلت کلی بھی کہتے ہیں۔ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ قرب کی فضیلت ہے اور اس کا جو درجہ عالی صحابہ کرام کو حاصل تھا وہ کسی دوسرے سے بڑے سے بڑے ولی کو بھی نہیں حاصل ہو سکتا۔ خواہ اس کا نسب کتنا ہی اونچا کیوں نہ ہو۔

بعض حضرات یہ اشکال پیش کرتے ہیں کہ ہم بکثرت بزرگوں اور اکابر امت کی تحریروں میں ان حضرات کے نام کے ساتھ امام اور علیہ السلام کے الفاظ دیکھتے ہیں۔ حالانکہ ان اکابر کی کسی تحریر میں کسی دوسرے ولی اللہ صحابی یا غیر صحابی کے نام کے ساتھ یہ الفاظ نہیں ملتے جن حضرات کی تحریروں یا تقریروں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ان کی عظمت مسلّم بات ہے ان کے علم و تقویٰ میں کسی کلام کی گنجائش نہیں مثلاً ان کی تحریروں میں بکثرت امام حسین علیہ السلام ور امام باقر علیہ السلام وغیرہ ملتا ہے۔ سیدنا حضرت علیؓ کا تذکرہ امام عالی مقام یا جناب امیر علیہ السلام کے عنوان سے کرتے ہیں مگر امام عمر علیہ السلام ان کی کسی تحریر میں نہیں ملتا۔

یہ اشکال واقعی بہت سخت ہے۔ اور جو شخص حقیقت حال سے واقف نہ ہو اس کے لئے غلط فہمی کا باعث ہو سکتا ہے۔ لیکن حقیقت حال معلوم ہونے کے بعد خود بخود دور ہو جاتا ہے اور ہم نے جو بات اوپر عرض کی ہے وہ بالکل بے غبار ہو جاتی ہے۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کا رواج عام ہو جاتا ہے اس کی صحت و غلطی کی طرف توجہ نہیں رہتی اور ایسے افراد جو ان کی حقیقت اور اچھائی برائی کی طرف متوجہ ہوتے ہی نہیں اور اگر ہوتے بھی ہیں تو بہت کم۔ بہت سی خلاف شریعت رسمیں مسلمانوں میں مروج ہیں۔ یہانتک کہ بکثرت علماء و صلحاء کے گھروں میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مگر ان لوگوں کو ان کی برائی کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی بلکہ بہت سے ایسے صاحبانِ علم ملیں گے جو انہیں بُرا سمجھنے کے باوجود ان پر عمل پیرا ہیں۔ الفاظ محاورات کے استعمال میں یہ قاعدہ اور بھی نمایاں ہے۔ جن الفاظ کا رواج عام ہو جاتا ہے۔ انہیں خواص بھی عوام کی طرح استعمال کرنے لگتے ہیں اور ان کی غلطی و صحت نیز عوام کے ذہن ان کے اثرات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ مثلاً القلب میں "قبلہ کونین وکعبہ دارین" کے الفاظ استعمال کرنا ازروئے شریعت مقدسہ صحیح نہیں۔ اور انہیں نہ استعمال کرنا چاہیے۔ مگر ان کا استعمال اب

سے چند سال پیشتر بہت عام تھا۔ یہاں تک کہ علمائے دین بھی اپنے والد یا چچا وغیرہ بزرگوں کو جو خط لکھتے تھے۔ ان میں یہی الفاظ بطور القاب لکھتے تھے حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ کسی انسان کو قبلہ یا کعبہ کہنا صحیح نہیں۔ اسی طرح علی بخش حسین بخش نبی بخش وغیرہ ایسے نام رکھنا جس میں آدمی کے وجود کی نسبت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری طرف لگئی ہو۔ شرعاً ناجائز اور ممنوع ہے۔ کیونکہ ان اسماء سے بوئے شرک آتی ہے لیکن خاصی تعداد میں ایسے علماء گذرے ہیں جن کے یا جن کی اولاد کے نام اسی قسم کے تھے مگر آج بھی ایسے علماء مل جائیں گے۔ جن کے نام اسی طرح کے ہوں گے ان علماء سے مسئلہ پوچھا جائے اور انہیں توجہ دلائی جائے تو یہ بھی اس قسم کے ناموں کو ممنوع کہیں گے۔ لیکن استعمال عام کی وجہ سے اس اسماء کی غلطی کی طرف انہیں توجہ نہیں ہوتی۔ ان مثالوں سے زیرِ بحث مسئلہ صاف ہو جاتا ہے۔ دولت عباسیہ کی کمزوری کا اثر یہ ہوا کہ شیعوں نے ہر طرف زور پکڑا۔ دیلمیوں کی سلطنت قائم ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ دنیا کے مختلف حصوں میں شیعی سلطنتیں قائم ہو گئیں جو زور و زر سے کام لے کر اپنے باطل مذہب کی اشاعت کرتی رہیں۔ اہلِ سنت پر ان کی اس تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ وہ بھی ان کی طرح مذکورہ بالا حضرات کیلئے امام اور علیہ السلام کے القاب استعمال کرنے لگے رواج عام ہو گیا تو سنی علماء بھی یہی القاب لکھنے اور بولنے لگے رواج عام کی وجہ سے انہیں ادھر توجہ نہ ہوئی کہ اس سے شیعوں کے عقیدہ امامت کو رواج و قبول میں مدد ملے گی۔ غالباً اس وقت عوام اہلِ سنت کی دینی بیداری اور علمائے دین سے ان کے ربط و تعلق کی وجہ سے ان کے عقیدے کے فساد اور عقیدہ امامت ان میں مروج ہونے کا اندیشہ بھی نہ ہوگا۔ اندیشہ نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شیعہ اپنے مذہب کا اخفا بھی کرتے تھے جیسا کہ آج بھی تا بہ امکان اخفا سے کام لیتے ہیں اور اپنے مذہب کی عام کتابوں کو اہلِ سنت سے مخفی اور ان کی دسترس سے باہر رکھنے کی کوشش کرتے ہیں شیعوں کے اس طرزِ عمل کی وجہ سے اس دور کے اکثر و بیشتر اکابر علماء اہلِ سنت شیعہ مذہب سے واقف نہ ہو سکے

امامت کا عقیدہ جو شیعوں نے تیسری صدی ہجری میں ایجاد کیا ہے اس کے اخفا میں انہوں نے اور زیادہ کوشش کی۔ اور اس بارے میں تقیہ سے کام لیتے رہے اس وجہ سے اس دور کے اکثر علماء اہلِ سنت کو اس کا خیال بھی نہ ہوا کہ ان بزرگوں کے نام کیساتھ امام اور علیہ السلام کے الفاظ استعمال کرنے سے شیعوں کا باطل عقیدہ امامت اہلِ سنت میں جگہ حاصل کرے گا۔ رواج عام کی بنا پر وہ حضرات بلا تکلف یہ الفاظ استعمال کرتے رہے ان کے بعد جو کبار علماء ہوئے انہوں نے بھی اپنے پیشرو اکابر علماء کی پیروی کی اور ان الفاظ کا رواج بڑھ گیا۔ مگر ان حضرات کے حاشیہ خیال میں بھی امامت کے مذکورہ مخصوص معنیٰ نہ تھے بلکہ یہ امام بمعنی مقتدا اور پیشوا استعمال کرتے تھے۔ علیہ السلام بھی محض تبعاً لکھ دیتے تھے۔ جس میں اس لفظ کے لغوی معنیٰ ملحوظ ہوتے تھے۔ جیسے ہر مسلمان کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ ان کا ثبوت ان بزرگوں کے حالات ہیں جن پر نظر کرنیکے بعد کوئی بھی فہیم آدمی ان حضرات کے بارے میں اس قسم کا وہم نہیں کر سکتا۔ یہ حضرات اس معاملے میں معذور تھے۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں مگر اس معاملے میں انکی پیروی نہ کی جائیگی کیونکہ اب یہ واقع بالکل واضح ہو چکا ہے کہ ان الفاظ کے استعمال سے شیعوں کے عقیدۂ امامت کو تقویت پہنچتی ہے یعنی اہلِ سنت میں اس عقیدہ باطلہ کی اشاعت ہوتی ہے اور اہلِ سنت میں جو لوگ اس سے متاثر ہیں ان کے فاسد عقیدہ کو اس سے قوت حاصل ہوتی ہے اب اس روش کو ترک کرنا لازم ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ حضرت علی حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی کیساتھ حضرت یا سیدنا اور رضی اللہ عنہ لکھنا اور بولنا چاہیئے کیونکہ یہ سب حضرات صحابی ہیں بزرگانِ مذکورہ میں سے باقی حضرات مثلاً حضرت زین العابدین حضرت باقر رحمہم اللہ کے اسماء گرامی کیساتھ حضرت اور رحمہ اللہ یا قدس سرہٗ کے الفاظ جو اولیاء اللہ کیلئے استعمال ہوتے ہیں لکھنا اور بولنا مناسب ہے کیونکہ یہ حضرات صحابی نہیں ہیں نہ مرتبہ صحابیت کے برابر رتبہ رکھتے ہیں۔ صحابہ کا رتبہ ان کے رتبہ سے بہت بلند و برتر ہے ان کے اسماء گرامی کیساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ اس سے ان کی صحابیت یا اس کی مساوات کا غلط وہم پیدا ہوتا ہے۔ فقط

نوٹ :- یہ لوگ علماء اہل سنت سے اپنے دین کو چھپاتے تھے اور ناواقف سنیوں میں بجائے اپنے عقائد و اعمال پھیلاتے تھے۔

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لیے کتاب کی
دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہیں
تبصرہ ہماری پیہم ہوگا

عظمتِ صحابہ و اہلبیت ——— ۴/۵۰
صحابہ کرام غیر مسلموں کی نظر میں ———
اصحابِ صفہ ——— ۴/۵۰
زیارتِ قبور کا شرعی طریقہ ——— ۶/۰۰

ملنے کا پتہ : مکتبہ نذیریہ قینچی امر سدھو، فیروز پور روڈ، لاہور

مولانا محمد حنیف یزدانی ایک باہمت اور بھاگ دوڑ کرنے والے عالم دین ہیں۔ ایک عرصہ سے موصوف نے "مکتبہ نذیریہ" کے نام سے ایک تجارتی کتب خانہ قائم کر رکھا ہے جس سے علمی و دینی دنیا کو معتدبہ فائدہ ہوا ہے۔

زیر تبصرہ کتابوں میں سے پہلی کتاب "عظمت صحابہ و اہلبیت" حضرت امام المجاہدین السید محمد اسمٰعیل شہید الدہلوی کی معروف کتاب "تذکیر الاخوان" کا ایک حصہ ہے (یعنی فصل رابع کا) اس میں حضرات صحابہ علیہم الرضوان اور اہلبیت عظام سے متعلق قرآن و حدیث کے ارشادات انتہائی دلنشین اور عام فہم تشریح کے ساتھ اکٹھی کی گئی ہیں۔ خاندان ولی اللٰہی کی علمی وجاہت اور قلم پر کمال قدرت ایک ایک سطر سے ٹپکتی ہے۔ جو بلاشبہ اللہ کی عظیم نعمت ہے۔

دوسرا رسالہ مولانا محمد حنیف کا اپنا مرتب کردہ ہے جس میں بعض نامور غیر مسلم مفکرین کی آراء نقل کی گئی ہیں جو حضرات صحابہ علیہم الرضوان سے متعلق ان لوگوں نے اپنی اپنی کتابوں اور مقالات میں درج کیں۔ ساتھ ہی بطور ضمیمہ حضرات محدثین کرام علیہم الرحمہ سے متعلق بعض غیر مسلم مفکرین کی آراء شامل کی گئی ہیں۔ جن سے حضرات محدثین کی عظمت اور ان کی دینی خدمت پر بھرپور روشنی پڑتی ہے۔ (اس رسالہ کی قیمت درج نہیں)

تیسرا رسالہ "اصحاب صفہ" دراصل امام ابن تیمیہ رح کا ہے جو ایک عرصہ تک ناپید رہا پھر کسی طرح مصر پہنچا تو علامہ رشید رضا مصری علیہ الرحمہ جیسے عظیم صاحب قلم کے پرچہ "المنار" میں چھپتا رہا۔ مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی نے اس کا ترجمہ کیا جو بڑا شستہ اور خوب سے خوب تر کا مصداق ہے۔ "صفہ اور اصحاب صفہ" صدر اول کی اسلامی تاریخ کا ایک اہم عنوان ہیں اور بلا لوثشان محبت کی اسلام و پیغمبر اسلام علیہم السلام سے محبت و شیفتگی کا منہ بولتا ثبوت — لیکن آج عام طور پر معلوم ہی نہیں کہ وہ کون تھے؟ ان سے متعلق معلومات حاصل کرنا ازبس ضروری ہے اور اس سلسلہ میں یہ رسالہ بڑے کام کی چیز ہے۔

چوتھی کتاب "زیارت قبور کا شرعی طریقہ" مولانا محمد حنیف کے اپنے قلم سے ہے۔ "زیارت قبور" ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا نہ انکار ہو سکتا ہے نہ کسی نے کیا۔ لیکن اہل بدعت و ضلالت کا یہ شیوہ ہے کہ جب ان کے خود ساختہ نظریات اور مزعومات پر ٹوکا جاتا ہے تو وہ عوام کو دھوکا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ دیکھو فلاں آدمی یا جماعت فلاں چیز کا انکار کرتا ہے۔ حالانکہ اصل حقیقت کا انکار نہیں ہوتا بلکہ خود ساختہ افکار و نظریات اور بدعات کا انکار ہوتا ہے اور یہی شیوہ مومن ہے۔ مولانا نے "زیارت قبور" سے متعلق اکابر علماء متقدمین و متاخرین کی آراء درج کرنے کے ساتھ ساتھ اہل بدعت کے مسلمہ قائدین کے ارشادات بھی نقل کر دیے ہیں جس سے کتاب کی اہمیت و افادیت دوچند ہو گئی ہے۔

ہر کتاب کی کتابت طباعت وغیرہ میں خاص بلند نظری کا مظاہرہ کیا گیا ہے تاہم ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ مولانا موصوف قیمتوں کے معاملہ میں ذرا کمی کا اہتمام فرمایا کریں۔ کیونکہ ان کی یہ کاوش خدمت دین کے لیے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

ہفت روزہ **خدام الدین** لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴

منظور شدہ ۱- لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری 1932/9 مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۵ء ۲- پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.347-2481 مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
محکمہ تعلیم ۳- کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری 29/9/20097-DDA9 مورخہ ۲۴ اگست ۴ (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو ۲ G.A./30-1521 مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء

ہے اور ان کے خریدار بہر طور غریب عوام ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہمت میں برکت دے)

خلفاء راشدین شیعہ کتب کی نظر میں

۳۲ صفحات کا یہ رسالہ مولانا غلام رسول کے قلم سے ہے موصوف نے شیعہ کتب سے خلفاء اربعہ کی شخصیت، سیرت و کردار اور ان کے فضائل و مناقب بڑے سلیقہ سے مرتب کئے ہیں۔ اور اس طرح یہ رسالہ برادرانِ اہلسنت کے لیے ایک قیمتی دستاویز ہے۔ مکتبہ اہلسنت بھینی سرائے روڈ بیرون پاک گیٹ ملتان سے ایک روپیہ میں دستیاب ہے۔ ارباب مکتبہ کو چاہیے کہ اس قسم کے رسائل واجبی قیمت پر تبلیغی نقطہ نظر سے مارکیٹ میں لائیں۔

تحریک تحریک طلباء اسلام احمد پور شرقیہ کا چوتھا شمارہ ہمارے سامنے ہے ہر شمارہ کی قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ بعض اچھے مضامین شامل ہیں۔

تذکرہ حضرت لاہوری قدس سرہ کے حالات و کمالات پر گلزار محمد صاحب آزاد کا کتابچہ تین روپے میں مکتبہ مجیدیہ بوہڑ گیٹ ملتان سے دستیاب ہے۔ (اسعد رحمانی)

بقیہ: اداریہ

اور عوام کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا۔"

ملک کو اس بدقسمتی سے بچانا اور عوام کو مایوسی سے بچانا آپ کا فرض ہے۔

اب آپ کے خلوص، تدبر، دیانت اور قوم و ملت سے محبت کا امتحان ہے۔ اس امتحان میں کامیابی ہی ہر مشکل کا حل ہے۔ ورنہ اس کے بعد جس طرح آپ اور آپ کے رفقاء کو پس منظر میں پھینکا جائے گا اور من مانی کی جائے گی اس کا آپ کو ہم سے زیادہ علم ہے

خدائے بزرگ و برتر ہمیں کامیابی کی منزل سے ہمکنار کرے۔

علی

باتوں کے دھنی لوگ توجہ کریں

ایک خبر ہے کہ مصر کے صدر جناب انور السادات کی سب سے چھوٹی صاحبزادی کا نکاح ایک ماہر تعمیرات سے ہوا۔ نکاح جامعہ ازہر کے ریکٹر الشیخ عبدالحلیم محمود نے پڑھایا۔ مہمانوں کی تواضع محض ایک کپ چائے اور ایک سینڈوچ سے کی گئی۔ مزید کہا گیا ہے کہ ۱۹۷۳ء کی جنگ کے متعدد معذور فوجی بطور مہمان شریک تھے۔

اس خبر کی کئی باتیں قابل توجہ اور باتوں کے دھنی حکمرانوں کے لیے قابل تقلید ہیں۔ عظیم ملک کے عظیم قائد نے جس سادگی کا مظاہرہ کیا وہ ظاہر ہے کہ ان کی اسلام سے شیفتگی اور تعلق کا منہ بولتا ثبوت ہے اگرچہ لوگ انہیں کچھ کہیں۔ پھر انہوں نے مجاہدین جو معذور ہوگئے کو بلا کر ایک عظیم مثال قائم کی۔ یہی مثالیں عوامی سطح پر انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں اور انہی مواقع کے لیے

الناس علیٰ دین ملوکھم

کہا گیا ہے۔

خدا کرے کہ کوئی سبق حاصل کرے۔

مولانا عبیداللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پریمیئر پرنٹرز میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔